دو ہفتے دیار مقدسہ میں

مرتب

محمد فرمان ندوی

(استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

ناشر

مکتبہ عبد اللہ بن مبارک

مدھولیا، نول پراسی، (نیپال)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بارِ اوّل

۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء

نام کتاب	:	دو ہفتے دیار مقدسہ میں
مرتب	:	محمد فرمان ندوی
صفحات	:	۸۰
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
طباعت	:	آفسیٹ انڈیا، لکھنؤ
قیمت	:	۴۰/روپئے

ملنے کے پتے

مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ — مکتبہ الشباب ندوہ روڈ، لکھنؤ

مکتبہ احسان مکارم نگر، لکھنؤ — مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ

انتساب

میں اپنی اس حقیر کوشش کو

رہبر قوم وملت، صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، ناظم ندوۃ العلماء

مخدومی ومحترمی، مرشدی ومرشد الأمت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم

کی طرف منسوب کرکے اپنے اندر بے پناہ فخر وانبساط کے جذبات محسوس کررہا ہوں

جن کے کمال صلاح، اور معراج صلاحیت کا زمانہ معترف ہے

جن کے مشورے ہم دردانہ، تربیت مشفقانہ اور قیادت حکیمانہ ہے

جن کی ایک نگاہ کیمیا اثر نے سیکڑوں نہیں، بلکہ ہزاروں کی زندگیاں بدل دیں۔

احقر نے گذشتہ برس (مئی ۲۰۱۲ء میں) امام حرم شیخ خالد بن علی غامدی حفظہ اللہ کے دورۂ لکھنؤ کے بیش قیمت محاضرات حضرت دامت برکاتہم کے حسب ایماء جب مرتب کیا اور دفتر نظامت ندوۃ العلماء نے شائع کیا تو اس کی برکت سے اس ایک برس میں کئی تحریریں مرتب ہوکر شائع ہوئیں۔

دیار مقدسہ کا یہ سفر نامہ اسی سلسلہ طلائے ناب کی ایک اہم کڑی ہے۔

أطال الله بقاءه، وحفظه ورعاه، ونفع به الأمة

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے، اور اگر وہ بخشش مانگیں تو انہیں بخش دیتا ہے۔“

(سنن نسائی، وسنن ابن ماجہ)

فہرست

انتساب	۳
عرض ناشر از مولانا مبارک حسین ندوی	۱۲
مقدمہ از حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی	۱۳
پیش لفظ	۱۶
چند اہم شعائر	
مکہ مکرمہ امن کا شہر	۱۷
کعبہ مقدسہ	۱۷
چند مقامات	۱۸
حجر اسود	۱۸
رکن یمانی	۱۸
ملتزم	۱۸
حطیم	۱۸
مقام ابراھیم	۱۹
آب زمزم	۱۹
صفا	۱۹
مروہ	۱۹
میزاب	۱۹

عمرہ: آداب، طریقہ	
ابتدائی اعمال	۲۰
فرائض عمرہ	۲۱
واجبات عمرہ	۲۱
احرام کا طریقہ	۲۱
ممنوعات احرام	۲۱
استقبال بیت اللہ	۲۱
طواف وسعی کا طریقہ	۲۲
حلق کے مسائل	۲۳
عام طواف	۲۴
دوسرا عمرہ	۲۴
چند اہم باتیں	۲۴
مکہ مکرمہ میں	
ضروری تیاری	۲۶
بزرگوں کی دعائیں	۲۶
رفقائے سفر	۲۷
احرام اور دو رکعت نفل	۲۷
اندرون جہاز	۲۸
عمرہ نیت کے خلوص کے ساتھ مطلوب	۲۸

درجہ کے طلباء اور ان سے اہم گفتگو	۲۸
ایمان امید وبیم کے درمیان رہنے کا نام	۳۰
عمرہ کی نیت	۳۰
جدہ ایرپورٹ پر	۳۰
تہجد کی اذان	۳۱
کچھ سعودی حکومت کے بارے میں	۳۱
روئے مکہ روانگی اور حدود حرم براہ جدہ	۳۲
مسجد حرم کے دروازہ	۳۳
مسجد حرام کی زیارت اور خانہ کعبہ پر پہلی نظر	۳۳
قبولیت دعا کا وقت	۳۴
طواف کی نیت	۳۴
شیخ صالح بن حمید کا خطبہ جمعہ	۳۴
صفا ومروہ کی سعی اور حلق	۳۵
والدین اور بعض اعزہ ساتذہ ومحسنین کی طرف سے طواف بلکہ عمرہ	۳۵
ایک مخلص کی کرم فرمائی	۳۶
المدرسۃ الصولتیہ کی پرانی جگہ	۳۶
مدرسہ صولتیہ ایک تعارف	۳۶
ادارۃ التوجیہ والإرشاد	۴۰
مولد النبی کی زیارت	۴۱

مدرس حرم شیخ حمزہ کے درس میں شرکت	۴۱
حرم کے دیگر مدرسین	۴۲
حرم میں ایک باحمیت نوجوان سے ملاقات	۴۲
ائمہ حرم کے اسماء	۴۲
شیخ عبدالرحمٰن سدیس سے ملاقات	۴۳
دعائیہ کلمات	۴۴
شیخ خالد بن علی غامدی کی محبت	۴۴
شیخ صالح مغامسی کا محاضرہ	۴۵
بعض تاریخی مقامات کی زیارت	
شارع الھجرۃ اور طریق ابراھیم الخلیل	۴۶
مسجد شجرہ	۴۶
مسجد دائرہ	۴۶
مسجد جن	۴۷
جنت المعلاۃ	۴۷
مسجد اجابۃ	۴۷
غار حراء	۴۷
منیٰ	۴۷
مزدلفہ	۴۷
عرفات	۴۸

غارثور	۴۸
رابطہ عالم اسلامی	۴۸
معہد اعداد الائمۃ والدعاۃ	۴۸
جامعہ أم القری	۴۹
غلاف کعبہ کی تاریخی حیثیت	۴۹
مصنع کسوۃ الکعبہ	۵۰
شیخ عبداللہ بن مقبل قرنی سے ملاقات:	۵۱
شیخ علی بن عبداللہ الزبن (سابق رکن مجلس شوری سعودی حکومت) کے تأثرات	۵۱
شیخ سعود الشریم کا خطبہ	۵۲
اساتذہ دارالعلوم سے مکہ مکرمہ میں ملاقات	۵۴
مطاف کا دیدنی منظر	۵۴
مدینہ منورہ میں	
اہم زیارت گاہیں	۵۵
شیخ صلاح البدیر کا خطبہ	۵۶
ائمہ حرم مدنی	۵۶
مدرسین حرم	۵۶
روضہ رسول اکرم ﷺ پر حاضری	۵۶
ریاض الجنۃ میں نماز پڑھنے کی سعادت	۵۸
صفہ نبوی پر حاضری	۵۹

جنۃ البقیع کی زیارت	٦٠
ندوی طلباء کا اجتماع	٦٠
دوسرا اجتماع	٦٠
شیخ عوامہ کی زیارت وملاقات	٦١
متحف دار المدینۃ کی زیارت	٦١
ایک سوڈانی نوجوان عالم سے ملاقات	٦٢
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی زیارت	٦٢
شیخ حضیض بن سافر الساعدی کے تاثرات	٦٢
محمد بن حمید القرشی کے تأثرات	٦٣
صالح بن عبداللہ حمدا لعصیمي کے تأثرات	٦٤
مکہ واپسی	٦٥
شیخ ماجد بن عبدالغنی بکری سے ملاقات	٦٥
جامعہ الملک عبدالعزیز جدہ کی زیارت	٦٥
جدہ میں ساحل سمندر پر	٦٦
اموسی ایرپورٹ پر	٦٦
مسافران حرم کے چند سفرناموں کی ایک جھلک	٦٧
عشق نے آباد کرڈالے ہیں دشت وکہسار	٧٣
سفر سے واپسی پر ایک تأثراتی تقریر	٧٣
کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل	٧٣

انسان جسم و روح کا مجموعہ	۷۳
روح کی غذا	۷۴
پہلا خانہ خدا: بیت اللہ	۷۴
مکہ مکرمہ اور اس کے مقامات مقدسہ	۷۴
مدینۃ النبی کی زیارت	۷۵
ذات رسول ﷺ کے ساتھ ایک بڑی گستاخی اور اس کی سزا	۷۶
اخلاص	۷۸
فدائیت کا جذبہ	۷۸
ہر ماہ مجھ کو حج کا مہینہ دکھائی دے (دانش اعظم)	۷۹
درود و سلام: از حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ	۸۰

عرض ناشر

نحمده ونصلی علی سید المرسلین محمد وعلی آله وأصحابه أجمعین ۔ أمابعد:

سفر نامہ اردو ادب کی ایک اہم صنف ہے، اس صنف میں واردات قلبی اور احساسات باطنی کا زیادہ اثر ہوتا ہے، خاص طور سے حج وعمرے کے سفر نامے اندرونی جذبات کا عکاس ہوتے ہیں، دل کا ساز جب چھڑتا ہے تو حقائق کا انمول خزانہ وجود میں آتا ہے۔

زیر نظر سفر نامہ صرف شخصی احوال سے عبارت نہیں، بلکہ یہ عمرہ کے آداب، مقامات مقدسہ کے اہم شعائر اور قابل ذکر شخصیات کے تذکرہ سے معمور ہے، اس میں ماضی کے تذکرے ہیں اور حال کی وضاحت ہے اور صالح زندگی کی بیش قیمت ہدایات بھی ہیں۔ عزیز مکرم مولانا محمد فرمان ندوی نے یہ سفر نامہ اپنے سفر عمرہ سے متعلق قلمبند کیا ہے، چھوٹے بڑے کئی مجموعے اس موضوع پر منظر عام آچکے ہیں، لیکن یہ مجموعہ اپنے اختصار اور موضوع پر محیط ہونے کی وجہ سے زیادہ مفید اور نافع معلوم ہوتا ہے۔ عزیز موصوف دار العلوم ندوۃ العلماء میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، آئندہ ان سے دین وملت کی بڑی توقعات ہیں، دعا ہے اللہ تعالی ان کی اس کوشش کو نافع اور کارآمد بنائیں اور مسافران عمرہ اس سے روشنی حاصل کریں، دلی تمنا ہے کہ اللہ تعالی ان کو حج اکبر کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

مکتبہ عبداللہ بن مبارک مدھولیا ایک علمی اور اصلاحی مکتبہ ہے، کئی سال قبل قائم کیا گیا، اس کے اولین صدر والد ماجد جناب الحاج نور محمد نور اللہ مرقدہ رہے، اس کے لئے شرف کی بات ہے کہ وہ اس علمی ودینی سفر نامہ کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھا رہا ہے۔ اللہ رب العزت اس سلسلہ اشاعت کو قبولیت عطا فرمائے۔

مبارک حسین ندوی
صدر مکتبہ عبداللہ بن مبارک
مدھولیا، نول پراسی، نیپال

۳/۷/۱۴۳۴ھ
۱۳/۵/۲۰۱۳ء

مقدمہ

بقلم: حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
(مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام علي سيد الأنبياء و إمام المرسلين محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين ـ أمابعد:

اللہ تعالیٰ نے حج وعمرہ کی عبادت کو امت مسلمہ کے استطاعت رکھنے والے افراد پر فرض کیا ہے، ہر سال ایام حج وعمرہ اور سال کے عام دنوں میں ایک بڑی تعداد اس عبادت کی ادائیگی میں مشغول ہوتی ہے، ہمارے ملک ہندوستان سے ایام حج میں حرمین شریفین کا قصد کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے اور پورے سال عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ اور مقامات مقدسہ کے مسافرین کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے، یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ وہ اس عبادت کا شوق اور حرمین شریفین کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق وقوت عطا کرتے ہیں، اور لوگ اس عبادت کی ادائیگی کے لئے جن تیاریوں اور معلومات کی ضرورت ہے اس کو پیش نظر رکھ کر اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے پورے اخلاص کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کے لئے جاتے ہیں، اور خوف زدہ رہتے ہیں کہ نہ معلوم ان کو اپنے اعمال کی وجہ سے حرم شریف کے دروازے سے اندر جانے کی سعادت حاصل بھی ہوگی یا نہیں؟ تھرتھراتے قدموں کے ساتھ اور بے چینی کے ایک عجیب عالم میں ہوتے ہوئے، ان کی زبان گنگ، ان کے جسم شل اور دل ودماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر باب حرم بند نہ کر دیا گیا، اور وہ اس سعادت سے محروم رہ گئے، گویا وہ یہ صدا سنتے ہوئے داخلے کی باسعادت گھڑی کا انتظار کر رہے ہیں:

بہ طواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندا دند
تو برونِ در، چہ کردی کہ درون خانہ آئی

اسی ضمن میں مولوی محمد فرمان ندوی نے اپنے رفقاء کے ساتھ گزشتہ دنوں عمرہ مبارکہ کی نیت سے حرمین شریفین کا سفر کیا ہے، اور دو ہفتے وہاں گزارنے کے بعد واپس آئے تو ان کو خیال ہوا کہ اس عبادت کے بارے میں کچھ تأثرات، اس کے مسائل و معلومات اور اپنے قیمتی لمحات کو خالصۃً لوجہ اللہ تعالی گذارنے کی مختصر داستان تحریر کردیں، تاکہ ان کے لئے اور بعد میں آنے والے افراد کے لئے ایک تاریخی اور دستاویزی یادگار بن جائے، اور اس کو نفع عام بھی حاصل ہو۔

سب سے پہلے انہوں نے اہم شعائر کا تعارف کرایا ہے، اور ان کی تاریخی حیثیتوں کو ذکر کیا ہے، خاص طور سے کعبہ مقدسہ، حجر اسود، ملتزم، رکن یمانی، مقام ابراہیم، وغیرہ کی دینی عظمت واہمیت کو بیان کیا ہے، پھر عمرہ کی ادائیگی میں جن آداب کو اختیار کرنا ضروری ہے، اور جو اعمال فرض وواجب کا درجہ رکھتے ہیں، اور احرام کی حالت میں جو اعمال ممنوع ہیں، اسی طرح طواف وسعی کا طریقہ، احرام باندھنے کی نیت، اس کے قبل اور بعد کے احکام کو مفصل طریقہ سے سمجھایا ہے، خلوص نیت اور اس کے استحضار کی ضرورت پر زور دیا ہے، اور حرم شریف میں زیادہ سے زیادہ وقت گذارنے اور اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہنے کی تاکید کی ہے۔

وہاں مکہ مکرمہ کی دینی اور علمی شخصیات سے اپنی ملاقات اور ان سے مل کر خالص دینی امور پر گفتگو اور تبادلۂ خیال کرنے کی تفصیلات بتائی ہیں۔

اسی کے ساتھ تاریخی مقامات کی زیارت کرنے اور ان سے دینی اور تاریخی فوائد حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے، مدینہ منورہ کی حاضری اور وہاں کی حلاوت وشیرینی اور سلام ودعا کی اہمیت اور نہایت ادب وتواضع کے ساتھ وہاں کی زمین کے چپے چپے پر استحضار واخلاص کے ساتھ وقت گذارنے اور ہر طرح کی اخلاقی کمزروی اور بیماری سے اپنے آپ اور

ساتھیوں کو بچانے کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرائی ہے۔ مدینہ منورہ کے بعض اہل علم سے ملاقات اوران سے دعا کی درخواست کا ذکر کیا ہے۔

دراصل عمرہ کی ادائیگی کے لئے پہلے سفر کے جذبات اورشوق کی کیفیت ہی عجیب ہوتی ہے، اوراس کے لئے اللہ کا ایک مخلص بندہ بڑی تیاریوں کے ساتھ سفر کرتا ہے، اس کی قبولیت اور برکت کے دروازے کھلتے ہیں، اوراس کا اثر آنے والی نسلوں پڑتا ہے۔

مجھے مبارکباد دینے کا حق ہے مولوی محمد فرمان ندوی کو، جنہوں نے اپنا پہلا سفر عمرہ اسی جذبہ وشوق کے ساتھ کیا ہے، جواللہ تعالی کے مخلص بندے کو حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس مبارک سفر کو مزید برکتوں کا پیش خیمہ بنائے ،اوراس سفر سے اخلاص وتواضع کا درس لوگوں کو حاصل ہو۔ آمین

سارا حصول عشق کی ناکامیوں میں ہے
جو عمر رائیگاں ہے ، وہی رائیگاں نہیں

راقم الحروف

سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

مدیر البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۹/ رجب ۱۴۳۴ھ

۲۰/ مئی ۲۰۱۳ء

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین محمد وعلی آله وصحبه أجمعین، أما بعد!

دیار مقدسہ کی زیارت ہر صاحب ایمان کی پہلی اور آخری خواہش ہوتی ہے، خاص طور سے دنیا کے بت کدوں میں پہلے خانہ خدا کی دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ میں عاشق وسرمست انسان کی طرح رہنا، ہر قلب سلیم کی آواز ہوتی ہے، اسی تمنا میں ایک صالح انسان جیتا اور اپنی کشتی حیات کو آگے بڑھاتا ہے، توفیق الٰہی شامل حال ہوتی ہے تو خواہش اور تمنا رکھنے والا انسان اپنے مقصد کو حاصل کر لیتا ہے۔

راقم الحروف کی قسمت نے یاوری کی، اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوا کہ سالوں سے تمنا رکھنے والے اس بندۂ عاجز کو بھی دیار مقدسہ کی حاضری نصیب ہوجائے، چنانچہ ۷؍فروری ۲۰۱۳ء کو سعودی ایئر لائنس سے یہ سفر براہ لکھنؤ ہوا، سات دن مکہ میں رہے، ۱۴؍فروری کو مدینہ منورہ حاضری ہوئی، پانچ دن مدینہ میں رہ کر ۱۸؍فروری کو مکہ مکرمہ آگئے، ۲۳؍فروری کو جدہ پہنچے اور ۲۴؍فروری کو لکھنؤ واپسی ہوئی، اس طرح ۱۷؍دن کا یہ سفر بڑا مبارک اور فال نیک ثابت ہوا، لیکن چونکہ پندرہ دن ہی استفادہ کے لئے ملے، اس لئے اس کتابچہ کو ''دو ہفتے دیار مقدسہ میں'' کے نام سے موسوم کرنا مناسب معلوم ہوا، اس سفر میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی کتاب ''اپنے گھر سے بیت اللہ تک'' خضر راہ ثابت ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکتوں کو تادیر قائم رکھے اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد سے ہر لمحہ مستفید ہونے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ وما ذلك علی الله بعزیز۔

محمد فرمان ندوی — ۱۴۳۴/۵/۱ھ

استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ — ۲۰۱۳/۳/۱۲ء

چند اہم شعائر

مکہ مکرمہ امن کا شہر

دنیا میں عقیدت واحترام سے جس شہر کا نام لیا جاتا ہے اور جس کو امن وامان کا مرکز کہا گیا ہے وہ مکہ مکرمہ ہے، یہ مقدس سرزمین ہے، برکتوں سے معمور ہے، یہاں کی عبادت کا ثواب جس طرح کئی گنا ہوتا ہے اسی طرح گناہ کی سزا بھی سنگین ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ذلك ، ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه۔ جوکوئی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے، (حج: ۳۰) ایک دوسری جگہ آیا ہے: ومن يرد فيه بإلحاد بظلم نذقه من عذاب السعير جو بھی حرم میں کسی قسم کے جرم کے ساتھ کج روی کا ارادہ کرے گا، تو ہم اسے دردناک عذاب سے دوچار کریں گے۔ (حج: ۲۵)

کعبہ مقدسہ:

مکہ مکرمہ میں اللہ کا مقدس گھر موجود ہے، اس سے پورا نظام عالم مربوط ہے، کیونکہ وہاں سے وہ پیغام جاری ہوا، جس پر دنیا کی بنا قائم ہے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

> ”یہ نظام عالم نہ حکومتوں سے مربوط ہے، نہ تنظیمات سے، نہ فوجی طاقت سے، نہ اخلاقی فلسفوں اور تہذیبوں اور علمی مرکزوں سے مربوط ہے، نظام عالم جہاں تک ہماری نگاہیں نہیں پہنچ سکتی بیت اللہ شریف سے اور اس دعوت سے مربوط ہے، جس کے لیے بیت اللہ قائم ہوا“۔

(قرآنی افادات ص: ۴۲۸)

خانہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ اور اللہ کی تجلیات کا مظہر ہے، قرآن میں اس کہیں البیت العتیق (قدیم اور غیر مقبوضہ گھر) کہیں البیت الحرام (محترم گھر) کہا گیا ہے، اس کی اونچائی تقریباً ۱۵ میٹر ہے، اس کے چار کونے ہیں: رکن حجر اسود، رکن عراقی، رکن شامی، رکن یمانی، یہ سب سے پہلا گھر ہے جو روئے زمین پر تعمیر کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے صحیح کہا ہے:

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں، وہ پاسباں ہمارا

چند مقامات:

خانہ خدا کعبہ مقدسہ سے متعلق کئی ایسے شعائر ہیں جو تشریح طلب بھی ہیں، اور قابل وضاحت بھی، ان میں ۱۔ حجر اسود۔ ۲۔ رکن یمانی ۳۔ ملتزم ۴۔ حطیم ۔ ۵۔ مقام ابراہیم۔ ۶۔ آب زمزم، ۷۔ صفا و مروہ۔

حجر اسود:

حجر اسود جنت کا پتھر ہے، اس کا چھونا گناہوں کو بالکل مٹا دیتا ہے۔

رکن یمانی:

اس کو یمانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا رخ یمن کی طرف ہے۔ دوران طواف اس کا چھونا (اگر آسانی سے ممکن ہو تو) مستحب ہے۔

ملتزم:

یہ کعبہ شریفہ کا وہ حصہ ہے، جو حجر اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان ہے، یہاں پر دعاؤں کی قبولیت زیادہ ہوتی ہے۔

حطیم:

یہ کعبہ کا اندرونی حصہ ہے، اس میں نماز پڑھنا کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے مانند ہے۔ اس کو حطیم کہا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب قریش کے پاس حلال مال کم پڑ گیا تو انہوں نے اس کو ایسا ہی چھوڑ دیا، اور اس کی دیوار کو حجر اسماعیل بھی کہا جاتا ہے،

یعنی حضرت اسماعیل کی چھاؤنی یہیں تھی، اس میں نفل پڑھنا سنت ہے۔

مقام ابراہیم:

یہ وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کعبہ کے وقت کے نشانات قدم ہیں، اس سے ملی ہوئی جگہ پر نماز پڑھنے کا قرآن حکم دیتا ہے۔

آب زمزم:

روئے زمین پر سب سے بہترین پانی ہے، اس میں غذا بھی ہے اور بیماریوں سے شفا بھی، مسند احمد کی روایت ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے گا وہ پورا ہوگا۔ یہ پانی صفا و مروہ کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے۔

صفا:

یہ ایک جبل بوقبیس کے دامن میں چھوٹی سی پہاڑی ہے، جو خانہ کعبہ سے ۱۳۰ میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اب اس کی شکل مٹ گئی ہے، یہاں خوبصورت مسعی بنایا گیا ہے۔

مروہ :

یہ جبل قیقعان کی ایک پہاڑی ہے، جو کعبہ شریف سے ۳۰۰ میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ان دونوں پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہ حضرت اسماعیل کی پیاس کو دیکھ کر پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں۔

میزاب:

حطیم کی طرف خانہ کعبہ کی چھت کا پرنالہ میزاب رحمت کے نام سے جانا جاتا ہے۔

عمرہ: آداب، طریقہ

ابتدائی اعمال:

نیت صحیح کرنا۔

توبہ کرنا۔

والدین سے اجازت لینا۔

حج کے مسائل سیکھنا۔

گھر سے نکلتے وقت سفر کی نماز نفل دو رکعت پڑھنا۔

سفر کی دعا پڑھنا۔

سفر کی دعا: اللّٰھم أنت الصاحب فی السفر، والخلیفة فی الأھل والمال، اللّٰھم انی أسالك فی سفری ھذا البر والتقویٰ، ومن العمل ما ترضی، اللّٰھم ھون سفری ھذا، واطو عنی بعدہ، اللّٰھم انی أعوذبك من وعثاء السفر، وکآبة المنظر وسوء المنقلب۔(مسلم)

رخصت ہوتے وقت اعزہ یا جن سے کوئی بات ہوئی ہو، معافی مانگنا۔

تلبیہ: لبیك اللّٰھم لبیك، لبیك لا شریك لك لبیك، ان الحمد والنعمة لك، والملك، لاشریك لك.

عمرہ کی نیت: "اللّٰھم انی أرید العمرة فیسرھا لی وتقلبھامنی ۔ اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں، اسے میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما. لبیك اللّٰھم عمرة۔

فرائض عمرہ:

احرام باندھنا

تلبیہ پڑھنا اور نیت کرنا

خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔

واجبات عمرہ

میقات سے احرام باندھنا

سعی کرنا

سر کے بال منڈانا یا کٹانا

احرام کا طریقہ

غسل کرنا، بال صاف کرنا، بدن کو خوشبو لگانا (کپڑے کو خوشبو نہ لگانا)

دو سفید چادروں میں سے ایک چادر کو پہننا اور دوسرے کو اوڑھنا۔

سر ڈھانک کر دو رکعت نفل ادا کرنا، پہلی رکعت میں قل یا یھا الکافرون، دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھنا۔

ممنوعات احرام:

جسم کے کسی حصہ سے بال اکھاڑنا۔

ناخن کاٹنا

مرد کا سر ڈھانپنا۔

مرد کا سلا ہوا کپڑا پہننا۔

احرام میں نیت کے بعد خوشبو لگانا۔

استقبال بیت اللہ:

بیت اللہ پر نظر پڑنے پر تین مرتبہ کہنا: اللہ اکبر لاالٰہ الا اللہ ، اللّٰھم زد

بيتك هذا تعظيما وتشريفا۔

طواف وسعی کا طریقہ:

پھر تلبیہ پڑھتے ہوئے حجر اسود کی طرف آئے، اور اس طرح کھڑا ہو کہ حجر اسود داہنی طرف ہو، اور طواف کی نیت کرے۔

نیت کرنا فرض ہے، وہ یہ ہے کہ اے اللہ! میں تیرے پاک گھر کا سات چکر طواف کرنا چاہتا ہوں، اسے آسان فرما اور قبول فرما۔

اور یہ دعا پڑھے۔ بسم الله، الله اكبر، لااله الا الله، ولله الحمد، والصلاة والسلام على رسول الله، اللهم ايمانا بك، وتصديقا بكتابك، ووفاء بعهدك، واتباعا لسنة نبيك محمد صلى الله عليه وسلم۔ یہ دعا پہلے طواف کے موقع کی ہے، اگر حجر اسود کو بوسہ لینا ممکن ہو تو بوسہ لے، اور اگر ممکن نہ ہو حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے، اور طواف شروع کر دے، اور تلبیہ بند کر دے۔

اگر طواف کے بعد سعی بھی کرنی ہے تو طواف کے شروع کے تین چکروں میں داہنا کندھا کھلا رکھے یہ اضطباع ہے، اور شروع کے تین چکروں میں اکڑ کر کچھ تیزی سے چلے، یہ رمل ہے، رمل اور اضطباع صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں، طواف کیلئے وضو ضروری ہے، طواف کرتے وقت دھکے نہ دے، اطمینان سے طواف کرے، حالت طواف میں نگاہیں نیچی رکھے، کعبہ کو اپنی بائیں طرف رکھنا واجب ہے۔

حالت طواف میں کعبہ کی طرف نہ رخ ہو، نہ پیٹھ، اپنی سدھائی پر چلے۔

حالت طواف کی کوئی خاص دعا نہیں ہے۔ البتہ قرآنی دعاؤں کا اہتمام ہو۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں ربنا آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة، وقناعذاب النار۔

حالت طواف میں جو دل میں آئے مانگے۔

طواف کے بعد دو رکعت نماز حرم میں پڑھنی ہے، اگر مقام ابراہیم پر موقع ملے تو وہاں پڑھ لے، ورنہ حرم شریف میں جہاں جگہ ملے، وہاں پڑھ لے۔ پہلی رکعت میں قل یاایھا الکافرون، دوسری میں قل ھواللہ احد۔

نماز سے فارغ ہو کر ملتزم (خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان کی جگہ) آئے اور اگر ممکن ہو سکے تو اس سے چمٹ کر دعا کرے، پھر زمزم کے کنویں کے پاس آ کر کھڑے ہو کر خوب زمزم پیئے، پھر صفا پر آ کر سعی کرے۔

صفا کے قریب یہ پڑھے:

أبدأ بما بدأ الله به، ان الصفا والمروة من شعائر الله،

پھر صفا پر چڑھ کر تین دفعہ اللہ اکبر کہے، اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھے: لاالٰه الاالله ،وحده لا شريك له،له الملك،وله الحمد يحيى ويميت،وهوعلى كل شئى قدير،لاالٰه الا الله وحده لا شريك له ، أنجز وعده ، ونصر عبده،وهزم الاحزاب وحده.

اس دعا کے بعد جو دل چاہے ہاتھ اٹھا کر مانگے، قبلہ رخ ہو کر دعا کرے، پھر سعی شروع کرے، دونوں ہری بتیوں کے درمیان تیز چلے، اور یہ پڑھے: رب اغفر وارحم،انك أنت الاعز الأكرم وتجاوز عما تعلم.

مروہ پر پہونچ کر دعا کرے، اور جو جو دعائیں یاد ہوں سب پڑھے، اب صفا و مروہ کا ایک چکر ہو گیا۔ اور مروہ سے صفا دوسرا چکر اس طرح سات چکر پورا کرے، پھر بال کٹوائے۔

حلق کے مسائل:

بال کٹوانا ضروری ہے، منڈوانا مستحسن ہے، اگر کوئی بال کٹوا کر احرام اتار چکا ہے

تو دوسرے کا بال کاٹ یا مونڈ سکتا ہے۔

اس طرح ایک عمرہ مکمل ہو گیا۔

عام طواف:

بیت اللہ کا طواف بغیر احرام کے جب چاہیں کریں، نیت کر کے سات مرتبہ کریں، اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھ کر فارغ ہوں ۔طواف جتنی کثرت سے کر سکیں کریں۔عام اجازت اور باعث ثواب ہے، اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ بھی، یہ طواف اپنی طرف سے اور اپنے اعزہ کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں۔

دوسرا عمرہ:

دوسرا عمرہ اگر کرنا ہے تو اس کے لئے حدود حرم سے باہر جانا پڑے گا، خاص طور سے مسجد عائشہ (تنعیم) جو مسجد حرام سے تقریبا ۱۰ کیلو میٹر کے فاصلہ پر ہے، وہاں جائیں اور احرام باندھ کر آئیں اور عمرہ مکمل کریں۔

چند اہم باتیں:

۱۔مسجد حرام میں ہر نماز کے بعد تقریبا جنازہ کی نماز ہوتی ہے،اس میں اہتمام سے شرکت کرنا اچھا عمل ہے۔جن لوگوں کو تجربہ نہیں ہوتا ہے وہ فورا فرض کے بعد سنت کی نیت باندھ لیتے ہیں، اور سنت میں مشغول ہو جاتے ہیں، پھر جب جنازہ کی نماز شروع ہوتی ہے تو افسوس ہوتا ہے کہ ایک اہم اجتماعی عبادت سے محرومی ہو رہی ہے، جب کہ سنت کو تھوڑی ساعت کے لئے مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے،فرض نماز کے دو تین منٹ کے بعد اعلان ہوتا ہے:الصلاة على الأموات يرحمكم الله (نماز جنازہ ہوگی، اللہ آپ پر رحم فرمائے)۔

۲۔مسجد حرام میں ہر نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے، اس استحضار کے ساتھ اگر نماز پڑھی جائے تو اس کا خاص اثر ظاہر ہوتا ہے۔

۳۔ مسجد حرام میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد نہ پڑھی جائے، بلکہ طواف میں مشغول ہونا ہی مستحسن عمل ہے۔

۴۔ خاص مقامات (مطاف، مقام ابراہیم، ملتزم، رکن یمانی، حطیم، صفا اور مروہ وغیرہ) پر دعاؤں کا اہتمام کرنا بہتر ہے۔

۵۔ سفر عمرہ ایک قسم کا جہاد ہے، اس میں خلاف مزاج بہت سی باتیں پیش آتی ہیں، لہذا ایسے موقع پر اپنے نفس کو کنٹرول کرنا اور غصہ پر قابو پانا ضروری ہے۔

۶۔ مطاف میں دوران طواف زور زور دے دعاء کے الفاظ دہرانا لوگوں کے لئے اذیت کا باعث ہے، اس سے احتراز ضروری ہے۔

مکہ مکرمہ میں

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين أمابعد :

سبحان الذى سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين ، وانا الى ربنا لمنقلبون ، اللهم أنت الصاحب في السفر والخليفة في الأهل ، اللهم هون علينا سفرنا هذا ، و اطو عنا بعده. اللهم اني أعوذبك من وعثاء السفر وكآبة المنظر وسوء المنقلب ۔

ضروری تیاری:

اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے عمرہ کے سفر کیلئے ضروری تیاری شروع کردی گئی، ٹکٹ مرزا ٹور اینڈ ٹریول کے ذمہ دار جناب حاجی عبدالحلیم صاحب سے لیا، جناب عبدالحلیم صاحب خالص دینی جذبہ سے یہ کام کرتے ہیں، بزرگوں اور اکابر کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں، سال میں کئی بار قافلہ عمرہ کے ساتھ اور ذاتی طور پر بھی حرمین کی حاضری سے مشرف ہوتے ہیں۔

بزرگوں کی دعائیں:

ویزے اور ٹکٹ کی فراہمی کے بعد راقم نے اپنے محسنین اور مشفق اساتذہ کرام خاص طور سے مخدوم گرامی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم سے جب اس کا تذکرہ کیا تو حضرت والا نے " عمرة مقبولة " کا جملہ ارشاد فرما کر ہمت افزائی فرمائی، حضرت مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ العالی نے تشجیعی کلمات ارشاد فرمائے، حضرة الاستاذ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی دامت عنایاتہم نے " سالماً غانماً " کے بیش قیمت

الفاظ سے نوازا، خال معظم جناب مولانا مبارک حسین صاحب ندوی اور مخدومی مفتی و مولانا عبیداللہ اسعدی صاحب نے خصوصی توجہ وعنایت سے آداب سفر اور ضروری امور سے روشناس کرایا، احقر نے ان کو نوٹ بھی کرلیا، تاکہ آسانی ہو۔

رفقائے سفر:

رفقائے سفر میں برادر مکرم اختر سہیل (انچارج دفتر البعث الاسلامی) اور امتیاز احمد ندوی بستوی تھے، یہ سہ رکنی جماعت ندوہ سے اموسی ائیر پورٹ ۲ ربجے دن میں روانہ ہوئی، دارالعلوم کے بعض اساتذہ اور طلباء نے محبت آمیز انداز میں رخصت کیا، مشفقی حضرت مولانا سعیدالرحمٰن صاحب اعظمی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء) نے اپنی گاڑی ائیر پورٹ جانے کے لئے خاص کردی، بعض تعلق والوں نے ائیر پورٹ تک چھوڑا، خاص طور سے برادر مکرم مولانا محمد عثمان صاحب ندوی (نائب مہتمم مدرسہ نور العلوم مدھولیا) حافظ وقاری مولانا محمد سلیمان صاحب ندوی (مہتمم مدرسہ دارالکتاب والسنہ، نول پراسی نیپال) رخصت کرنے کے لئے لکھنؤ تشریف لائے، بھائی شہزاد حسین صاحب، بھائی منیر احمد صاحب (ندوہ کینٹین)، بھائی مشہود الحسن (مشہود انٹر پرائیز ز، لکھنؤ) محمود الحسن اور بعض طلبائے دارالعلوم ائیر پورٹ پر رخصت کرنے والوں میں قابل ذکر ہیں۔

احرام اور دو رکعت نفل:

بورڈنگ کارڈ لے کر امیگریشن کی کاروائی مکمل ہوئی، اس کے بعد وضو کرکے احرام کا لباس پہنا، غسل ندوہ ہی میں کر چکے تھے، اس لئے وضو ہی پر اکتفاء کیا، احرام پہننے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کی، مسنون طریقہ سے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون، اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی، اور حسب توفیق دعا کی، تھوڑی دیر میں اعلان ہوا کہ سعودی ائیر لائنس کے مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر آکر بیٹھ جائیں، چونکہ ہم لوگ عمرہ کے لباس میں تھے، اس لئے سعودی ائیر لائنس کے عملہ نے معمول سے زیادہ بلکہ حسب نظام خیال رکھا، فجزاهم الله خير الجزاء۔

اندرون جہاز:

جہاز پر اطمینان سے بیٹھ کر سفر کی دعا اور سواری پر سوار ہونے کی دعا بھی پڑھی، تھوڑی دیر میں سعودی عرب سے شائع ہونے والے دو روز نامے الاقتصاد اور الوطن پیش کیے گئے، اردو یومیہ اخبارات تسلسل کے ساتھ پڑھنے کے بعد یہ خوشگوار موقع تھا کہ عربی یومیہ اخبارات پڑھ رہے تھے، ۶ ربج کر ۴۰ منٹ پر جہاز نے پرواز کیا، ایک طرف خوشی تھی، تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا احساس، جس سے آنکھیں آبدیدہ ہو جایا کرتی ہیں۔

عمرہ نیت کے خلوص کے ساتھ مطلوب:

سفر کے آغاز سے پہلے مبارک باد دینے والوں سے احقر نے دعا کی درخواست کی: ''دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ یہ سفر شہرت و ریاء سے پاک فرمائے''، مسند احمد کی روایت ہے کہ رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا، جس میں مال دار سیر و تفریح کے لیے، متوسط طبقے کے لوگ تجارت کے لئے اور فقراء بھیک مانگنے کیلئے اور علماء ریا اور شہرت کے لیے سفر حج و عمرہ کریں گے۔ اس حدیث کے تناظر میں نیت کا جائزہ لینا ضروری اور لازمی ہے۔

درجہ کے طلباء اور ان سے اہم گفتگو:

السنۃ الرابعۃ من الخصوصی (دار العلوم ندوۃ العلماء) جس میں کیرالہ اور تھائی لینڈ کے طلباء زیر تعلیم ہیں، انہوں نے کچھ نصیحت کی درخواست کی تو احقر نے اس موقع پر عرض کیا کہ تعلیم مقصد نہیں وسیلہ ہے، مقصد تبلیغ اور اس کے ذریعہ رضائے الٰہی، اور رضائے الٰہی اتنی بڑی دولت ہے کہ اسکے سامنے تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔ قرآن پاک میں آیا ہے: للذین أحسنوا الحسنی وزیادۃ، جنہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے بہترین جزاء ہے، اور کچھ اضافی بدلہ بھی ہے (دیدار الٰہی)۔ اعمال کی جزاء کے لیے کام کرنا سوداگری ہے، اللہ کی شان کے ساتھ سوداگری مناسب نہیں۔ اسی سے متعلق کسی شاعر نے کہا تھا:

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

احقر نے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: رضائے الٰہی کے حاصل ہونے کے بعد انسان کو شان استغنا حاصل ہوتی ہے۔ ابوفراس حمدانی نے ایسے اشعار کہے ہیں، جو اگر چہ اسکے ممدوح سے متعلق ہیں، لیکن ان سے بندے اور رب کے قوی تعلق کا پیغام ملتا ہے:

فليتك تحلووالحياة مريرة ولیتك ترضى والأنام غضاب
ولیت الذی بینی وبینك عامر وبینی وبين العالمين خراب
اذا صح منك الود فالكل هين وكل الذى فوق التراب تراب

(کاش آپ میرے لئے شیریں ہوتے، اگر چہ پوری زندگی تلخ ہوتی، اور کاش آپ مجھ سے خوش اگر چہ تمام لوگ خفا ہوتے، کاش میرے اور آپ کے درمیان کے تعلقات استوار ہوتے اگر چہ پوری دنیا مجھ سے ناراض ہوتی، جب آپ کی محبت مجھے حاصل ہو جائے تو تمام چیزیں ہیچ ہیں، اور زمین کے اوپر کی تمام چیزیں مٹی کے برابر ہیں)۔

اسی شان بے نیازی کے سلسلہ میں امام شافعیؒ نے فرمایا کہ انسان اگر لوگوں کو خوش کرنے کو اپنے پیش نظر رکھے گا تو کبھی بھی نہیں خوش کر پائے گا، اگر اللہ کو خوش کرنے کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو پھیر دیں گے اور ان کے دلوں میں محبت ڈال دیں گے۔ امام صاحب کا عربی قول ہے: رضا الناس غايات لا تدرك، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان الذين آمنوا وعملو الصالحات سيجعل لهم الرحمٰن ودا ''یقیناً جنھوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام کئے تو اللہ تعالی ان کے لئے محبوبیت کی فضا قائم کردیں گے، اور حدیث شریف میں ہے: ان الله اذا أحب عبدا دعا جبرئيل فقال : انی أحب فلانا فأحبه قال : فيحبه جبرئيل ثم ينادی في السماء فيقول : ان الله يحب فلانا فأحبوه فيحبه أهل السماء ثم يوضع لهم القبول فی الارض........ (جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تو جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر آسمان میں یہ ندا لگائی جاتی ہے کہ اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو تم بھی اس

سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس محبت کرنے لگتے ہیں، اور زمین میں اس کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے)۔

طلبائے السنۃ الرابعۃ کے سامنے یہ باتیں آخری دن تفسیر کے گھنٹے میں ہوئیں۔

ایمان امید وبیم کے درمیان رہنے کا نام:

جہاز بہت تیز رفتاری کے ساتھ سوئے منزل رواں دواں تھا، جذبات واحساسات کا ایک دریا تھا جو الفاظ میں نہیں لایا جاسکتا، راستہ میں کچھ اہتزاز (حرکت) ہوا تو جہاز کے عملے نے بیلٹ باندھنے کی تلقین کی، اس وقت جو کیفیت تھی وہ امید وبیم کی ہوتی ہے، اور اسلام ہمیشہ اسی کیفیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے، امام حسن بصریؒ کا جملہ ہے: من أمن نفسه فهو منافق، ومن خاف نفسه فهو مؤمن۔ یعنی جو نفس پر مطمئن ہوجائے وہ منافق ہے۔ اور جو خائف رہے وہ مؤمن ہے۔

عمرہ کی نیت:

اہل ہند کی میقات یلملم ہے، میقات آنے سے آدھا گھنٹہ پہلے اعلان کیا گیا: "أعزاؤنا المسافرين : ان ميقات الاحرام يأتي بعدثلاثين دقيقة، پھر گھڑی پر ایک ایک منٹ کی وضاحت بھی ہوتی تھی، ہم لوگوں نے نیت کی: "اللّٰهم انى أريد العمرة فيسرها لى وتقلبهامنى اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں، اسے آسان فرما، اور قبول فرما۔

جدہ ایر پورٹ پر:

پھر تلبیہ کے زمزمے تھے، جو وردزبان تھے، اور ماضی کا استحضار وخانہ کعبہ کی تصویر نگاہوں کے سامنے تھی، پہلی زیارت کے موقع پر جو تمنا ہوتی ہے اس کو وہی سمجھ سکتے ہیں، جن کو اس کا تجربہ ہوگا، جہاز پانچ گھنٹہ میں جدہ ایئرپورٹ پر پہنچا، جدہ میں ساڑھے دس ہو رہے تھے، جدہ کا ایئرپورٹ بڑا خوبصورت اور رات کے وقت نور کی کرنیں ہر سو پھیلی تھیں، ظاہری اور معنوی ہر اعتبار سے یہ علاقہ بقعہ نور ہے، بس ذہن میں یہ شعر آیا:

یہ بلبلوں کا صبا مشہد مقدس ہے
قدم سنبھال کے رکھیو، یہ تیرا باغ نہیں

ایرپورٹ پر جناب مصلح الدین احمد حیدرآبادی اپنے صاحبزادے صباح الدین انجینئر کے ساتھ موجود تھے، برادر عزیز مولانا عدنان ندوی بھی اپنے بھائی کے ساتھ اس خاکسار کی محبت میں انتظار کررہے تھے، ماشاء اللہ ان حضرات سے ملاقات ہوئی، برادر عدنان ندوی کے ساتھ ان کے گھر آئے، گھر کے ہی پاس ایک مدرسہ بھی دار عبداللہ بن عمر لتعلیم الطلاب (تعلیم بالغان) کے نام سے قائم کیا گیا ہے، ان کے والد جناب محمد احمد صاحب خالص دینی مزاج کے حامل اور اچھی فکر رکھنے والے ہیں، آبائی وطن لکھنؤ ہے، گھسیاری منڈی، مچھلی محال میں گھر ہے، وہاں بھی ایک مدرسہ المحسنات للبنات کے نام سے قائم ہے، سارے صاحبزادے متشرع اور دیندار ہیں اور کئی ندوی ہے، برادرم حمدان ندوی اچھے قاری ہیں۔ رات میں یہیں بھائی عدنان ندوی کے گھر پر قیام رہا، اور مسجد ابن محفوظ (جو عالی شان اور بڑی مسجد ہے) میں نمازیں ادا کیں۔

تہجد کی اذان

رات کے آخری پہر میں پوری دنیا جب کہ قبرستان کا منظر پیش کرتی ہے سب سے پہلی آواز جو ٹکرائی وہ تہجد کی اذان تھی۔ سعودی عرب میں یہ معمول ہے کہ پہلے تہجد کی اذان ہوتی ہے، پھر فجر کی اذان، حرم میں بھی یہی معمول ہے، حدیث شریف میں ہے کہ رسول پاک ؐ کہا کرتے تھے: ابو محذورہ موذن رسول ﷺ کی اذان سے فجر کی اذان نہ سمجھنا، وہ تہجد کی اذان دیتے ہیں، امام صاحب نے جمعہ کے دن کی مناسبت سے سورۂ جمعہ کی تلاوت کی، رکوع وسجود کو بہت اطمینان کے ساتھ ادا کیا۔

کچھ سعودی حکومت کے بارے میں:

سعودی حکومت کا قیام ۱۹۳۲ء میں ہوا، ملک عبدالعزیز بن سعود نے اس کی بنیاد رکھی، اسی وقت سے ان کی اولاد میں یہ حکومت منتقل ہوتی چلی آئی ہے، اور بحمد اللہ جاری ہے۔

حرسها الله من كل مكروه۔

جنوب مغربی ایشیاء کی یہ مملکت وسیع صحراؤں پر مشتمل ہے، تیل اور قدرتی گیس کے ذخائر اس زمین کا جزو اعظم ہیں، تیل کی دریافت سے پہلے یہاں نسبتہ خوشحالی کم تھی، لیکن ۵۰ء کی دہائی کے بعد سے تیل کی آمدنی نے اس کو امیر بنادیا ہے، اس کے شمال میں اردون، عراق و کویت، مشرق میں خلیج فارس وقطر، جنوب مشرق میں متحدہ عرب امارات، جنوب میں یمن اور مغرب میں بحیرۂ احمر ہے۔

اس وقت شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز حفظہ اللہ اس کے سربراہ ہیں، ان کے حسن انتظام اور بہترین قیادت میں پورے ملک کے افراد مطمئن ہیں، ریاض کے گورنر شیخ سطام بن عبد العزیز کا انتقال ہمارے زمانۂ قیام مکہ ہوا، بحمد اللہ جنازہ کی نماز جو حرم مکی میں ہوئی اس میں شرکت کا موقع ملا۔

روئے مکہ روانگی اور حدود حرم براہ جدہ

جناب مصلح الدین اور بھائی عدنان کے مشورہ سے طے ہوا کہ جمعہ کے دن ۹ بجے عمرہ کیلئے جانا مناسب ہے، چنانچہ مکہ کے لئے روانہ ہوئے، بھائی عدنان کے والد مولانا محمد احمد صاحب خود طواف اور جمعہ کے ارادے سے مکہ آئے، ہم لوگ ان کے ساتھ تھے۔

مورخہ ۸رفروری ۲۰۱۳ء صبح نو بجے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جدہ سے نکلے، میناء جدہ الاسلامی (جدہ کی اسلامی بندرگاہ) کو بھی دیکھا، جدہ اور مکہ کے درمیان صرف بحرہ نام ایک شہر ہے، چھوٹی چھوٹی آبادیاں اور بستیاں تھیں، جو بدوی عربوں کی تھیں، اونٹ چھوٹے بڑے چر رہے تھے، صحرائی علاقہ کو عبور کرتے ہوئے حدود حرم تک پہنچے، جدہ کی طرف سے حدود حرم کے گیٹ پر "وأذن في الناس بالحج يأتوك رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق" ۔حدود حرم کے متعلق حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ رقمطراز ہیں:

"مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ حدود مقرر ہیں، جو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ

کی طرف سے حضرت ابراہیم کو بتائی تھیں، اور انہوں نے اس جگہ نشان لگا دیئے تھے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علامات کو بنوایا تھا، بعد میں انہیں کی کچھ تجدید ہوتی رہی'' (حج ومقامات حج:۵٦) پہلی بار دیار مقدسہ کی حاضری پر جو جذبات تھے وہ شوق وارفتگی، طاعت وانقیاد کے جذبات کا مجموعہ تھے، سوا گھنٹے میں جدہ سے مکہ کا سفر کیا۔

مسجد حرام کے دروازے :

مسجد حرام کے کئی دروازے ہیں، جن سے انسان مطاف بلکہ بیت اللہ (کعبہ) تک پہنچتا ہے، اہم دروازوں میں باب الملک عبدالعزیز، باب الملک فہد، باب العمرہ، باب الفتح، باب الصفا ہیں، ان کے علاوہ چھوٹے دروازے سو کے قریب ہیں، ائمہ حرمین باب حنین سے داخل ہوتے ہیں، باب حنین قصر الملک (شاہی محل) کے سامنے ہے، نماز پڑھا کر فوراً محل میں چلے جاتے ہیں۔ مسجد حرام کے اندر کا حصہ اگر بھر جاتا ہے تو ان دروازوں پر ریڈ لائٹ جلا دی جاتی ہے، اور عام حالات میں گرین لائٹ جلتی رہتی ہے۔

مسجد حرام کی زیارت اور خانہ کعبہ پر پہلی نظر:

باب الملک عبدالعزیز رقم ا کی طرف بڑھے، تو جمعہ کے دن کی وجہ سے خاص اژدہام دیکھا، باب العمرۃ سے مسجد حرام میں داخل ہوئے، کتابوں میں استقبال کعبہ کا جو طریقہ پڑھا تھا اسی کے مطابق کیا۔ آہستہ قدم، نیچی نگاہ، اور قریب پہونچ کر شوق سے دیکھا۔ اور دعا پڑھی۔

بسم الله الله اكبر، اللهم زدبيتك هذا تشريفا وتعظيماو مهابة، وزد من شرفه وكرمه ممن حجه أو اعتمره تشريفا وتكريما وبرا، (اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! اپنے اس پاک اور مبارک گھر کو زیادہ عزت وعظمت عطا کر، اور حج وعمرہ ادا کرنے والے جن افراد نے اس کی تعظیم کی ان کے درجات بلند کر)۔

خانہ کعبہ پر پہلی نظر جب پڑتی ہے تو انسان بہت زیادہ مبہوت ہوتا ہے، شاعر نے اس کی ترجمانی اس طرح کی ہے:

کعبہ پہ پڑی جب پہلی نظر، کیا چیز ہے دنیا بھول گیا
یوں ہوش وخرد مفلوج ہوئے، دل ذوق تماشہ بھول گیا
جس وقت دعا کو ہاتھ اٹھے، یاد آنہ سکا جو سوچا تھا
اظہار عقیدت کی دھن میں اظہار تمنا بھول گیا
پہنچا جو حرم کی چوکھٹ تک اک ابر کرم نے گھیر لیا
باقی نہ رہا یہ ہوش، مجھے کیا مانگ لیا، کیا بھول گیا

قبولیت دعا کا وقت:

پھر حسب توفیق دعا مانگی، بیت اللہ پر پہلی نگاہ پڑتے ہی جو دعا کی جاتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے، راستہ سے کنارہ ہٹ کر کچھ مانگنے کی توفیق ہوئی۔

طواف کی نیت:

پھر حجر اسود کی طرف آئے اور طواف کی نیت کی، اے اللہ! میں تیرے گھر کا سات چکر طواف کرنا چاہتا ہوں، اے اللہ! آسان فرما، اور قبول فرما، طواف شروع کیا، جو دعائیں یاد تھیں وہ پڑھیں، رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان: "ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار، پڑھنا مسنون ہے، اسی کا ورد رہا، طواف کے ہر شوط (چکر) میں رکن حجر اسود پر پہنچ کر ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ، اللہ اکبر کہنا ہوتا ہے، بیت اللہ کے ابتدائی تین چکروں میں اضطباع کا عمل ہوتا ہے، وہ یہ ہے: احرام کو داہنے ہاتھ کے نیچے حصہ سے نکال کر بائیں ہاتھ کے کندھے پر ڈال دیتے ہیں، اس طرح یہ پورا حصہ کھلا رہتا ہے۔ عظمت وجلال کی وجہ سے خانہ کعبہ کو دیکھنے کی سکت نہیں تھی، پھر بھی کنکھیوں سے حرم کی دید سے مستفید ہوتا تھا، سات چکر لگا کر مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نماز ادا کی، جمعہ کا دن تھا، اذان ہوئی، سنت ادا کی۔

شیخ صالح بن حمید کا خطبہ جمعہ:

بزرگ امام وخطیب مسجد حرام شیخ صالح بن حمید نے خطبہ دیا، خطبہ میں امام موصوف

نے سلف صالح کی جامع تفسیر وتوضیح کی، صحابہ کرام اوران کے نہج پر چلنے والے افراد ہی سلف صالح قرار دیئے جانے کے لائق ہیں، تقریبا۲۰رمنٹ پرمشتمل خطبہ میں قرآن وحدیث کے حوالہ سے بڑی جامع گفتگو ہوئی، نماز جمعہ ادا کی، زمزم پیا۔

صفاومروہ کی سعی اور حلق:

اس کے بعد سعی کی طرف گئے، صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا سات چکر لگالیا، یہاں اور بیت اللہ کے طواف میں تھوڑا سا فرق ہے، رکن حجر اسود سے شروع کر کے اسی پر طواف مکمل ہوتا ہے، جب کہ صفا سے مروہ ایک طواف، اور مروہ سے صفا دوسرا طواف ہے، اس طرح سات چکر مکمل ہوتے ہیں، ہر دفعہ صفا اور مروہ پر کھڑے ہو کر دعا کی جاتی ہے، مسعی میں سات چکر مکمل ہوئے، "شركة الحياني للحلاقة" جو حرم کے سامنے ہے میں حلق کرایا اور احرام اتار دیا۔

بحمد اللہ عمرہ مکمل ہوا، عمرہ کے بارے میں بشارت نبوی ہے: عمرہ گناہوں کے لئے بھی کفارہ ہے اور فقر وفاقہ کے ازالہ کا بھی باعث ہے، گویا دونوں خوبیاں عمرہ کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، دلی دعا ہے کہ اللہ اس کو ہر عمرہ کرنے والے کے لئے مقدر فرمادے۔

والدین اور بعض اعزہ، اساتذہ ومحسنین کی طرف سے طواف بلکہ عمرہ:

مورخہ ۹رفروری کو اشراق کے بعد والدہ کی طرف سے طواف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، والدہ ماجدہ کے احسانات سے کون سبکدوش ہوسکتا ہے، حدیث شریف میں آیا کہ ایک صحابی نے پوچھا: من أبر الناس بحسن صحابتي۔ لوگوں میں میرے حسن سلوک کا کون سب سے زیادہ مستحق ہے، تین بار فرمایا: أمك، أمك، أمك (تین بار ماں کا لفظ ارشاد فرمایا) پھر فرمایا: أباك، (تمہارا باپ) اور یہ بھی ارشاد ہے: الجنة تحت أقدام الامهات ۔ جنت ماں کی قدموں کے نیچے ہے، والد صاحب اور بعض اعزہ اور اساتذہ ومحسنین کی طرف سے طواف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ایک مخلص کی کرم فرمائی:

مسجد حرام کے سامنے ہی شرکۃ الشیخ محمد علی الصائغ میں ایک عالم دین مولانا محمود قاسمی (جمداشاہی بستی) سے ملاقات ہوئی۔ ان کے بھائی برادرم انعام الحسن ندوی، ینبوع میں رہتے ہیں، ان سے زمانہ طالب علمی میں ملاقات رہی، ان کی نسبت سے اور خود دارالعلوم میں مدرس ہونے کے ناطے انہوں نے شیخ عائض القرنی کی تفسیر التفسیر المیسر عنایت کی اور بار ہا ضیافت کرکے بے پناہ محبت کا ثبوت دیا، ہمہ وقت فکر رکھی، اور آتے وقت تحفہ محرم کو زادراہ بنا دیا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے۔

المدرسۃ الصولتیہ کی پرانی جگہ:

مورخہ ۹ رفروری کو بعد نماز عصر مقبرۃ الشبیکۃ دیکھا، یہ وہ جگہ ہے جہاں نئے قبول اسلام والوں کو سزا دی جاتی تھی، یہاں حضرت سمیہ اور حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہما کی بھی قبر ہے، اس کے آگے موقف الباصات ہے، یہاں المدرسۃ الصولتیہ تھا، جس کو توڑ کر بس اسٹیشن بنایا گیا، مدرسہ صولتیہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے صولت النساء بیگم کی امداد خاص سے تعمیر کیا تھا، حفظ وتجوید اور علوم اسلامیہ کی تدریس کا بڑا اہم مرکز ہے، ہزاروں حفاظ وقراء یہاں سے فارغ ہوچکے ہیں، استاذ محترم مولانا محبوب الرحمٰن ازہری نے یہیں تعلیم حاصل کی تھی۔ پھر جامعہ ازہر مصر تعلیم کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

مدرسہ صولتیہ، ایک تعارف (۱):

برصغیر کے علماء اور ان سے مرتبط حضرات جو سرزمین حجاز کا سفر کرتے ہیں، وہ اس سرزمین پاک ہی نہیں، بلکہ خلیجی ممالک سے قدیم وعظیم ادارہ ''مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ'' سے خوب واقف ہیں، اگرچہ اکثر حضرات کو اس کی تاریخ اور اس کے تفصیلی حالات کا علم نہیں۔

(۱) مدرسہ کا تعارف خال معظم مولانا مبارک حسین ندوی مدظلہ کے قلم سے کئی سال قبل ندوہ کے ترجمان تعمیر حیات میں شائع ہوچکا تھا، اس موقع پر اس کو شامل کرنا مناسب معلوم ہوا۔

یہ مدرسہ ۱۲۸۵ھ میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی علیہ الرحمہ کی توجہ سے قائم ہوا، مولانا کا نام عیسائی مبلغین و پادریوں سے کامیاب مناظرہ کرنے میں بہت معروف ہے، ان کا سکہ اس بابت ایسا بیٹھا کہ اس زمانہ کا مشہور پادری مناظرۂ عیسائیت کا مبلغ فنڈر (FANDER) نہ صرف یہ کہ اس نے ہندوستان سے فرار اختیار کی، بلکہ جہاں مولانا کی آمد کا علم ہوا وہاں سے وہ بھاگ نکلا، لیکن انگریز مولانا سے دشمنی پر اتر آئے تو مولانا علیہ الرحمہ کو ترک وطن پر مجبور ہونا پڑا، آخر کار سرزمین حجاز پہونچ کر مکہ مکرمہ میں قیام اختیار کرلیا۔

مولانا نے مکہ مکرمہ میں علمی و دینی خدمات کی شدید ضرورت محسوس کی کہ ہم لوگ جو کام کررہے ہیں، اس کے استحکام کے لئے تعلیمی جدوجہد بہت ضروری ہے، چنانچہ ۱۲۸۵ھ میں مدرسہ ھندیہ کے نام سے تعلیمی ادارہ قائم کیا، جو چند سال بعد ۱۲۹۰ھ میں مدرسہ صولتیہ کے نام سے موسوم ہوگیا۔

اس وقت تک سرزمین حجاز میں جو تعلیمی سلسلہ تھا وہ کسی ادارے کی شکل میں منظّم ومربوط نہیں تھا، شوق وذوق والے اپنے طور پر علماء وقت سے استفادہ کرتے رہتے تھے، اس ادارہ نے اس شوق کی تکمیل کا ایک بڑا دروازہ کھولا اور اس کی وجہ سے اطراف عالم سے وہاں آنے والوں کے لئے علوم دینیہ کی تکمیل وتحصیل کے بہترین مواقع فراہم ہوئے۔

اس مدرسہ کے فضلاء وفیض یافتہ گان میں دنیا کے مختلف ممالک کے ممتاز علماء کا نام آتا ہے، برصغیر کے علاوہ بالخصوص ملیشیا، انڈونیشیا وغیرہ کے حضرات نے بہت فائدہ اٹھایا اور الحمد للہ آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے، اور ابتداء عہد سے اس میں طلباء کی تعداد کئی سو رہی ہے، خلیجی ممالک اور خود سعودیہ میں اس وقت جو تعلیمی تحریک پائی جارہی ہے، چونکہ وہ کافی دیر سے شروع ہوئی اور وہ سعودی حکومت اور اس کی ترقیات کی دین ہے جس کو بہت زیادہ زمانہ نہیں ہوا، اس لئے مدرسہ صولتیہ کا نام اپنی خدمات کے اعتبار سے زمانہ قدیم ہی سے بہت نمایاں اور روشن رہا۔ اور بلاد عرب وسعودیہ کی علمی وتعلیمی جدوجہد کی تاریخ لکھنے والوں

نے بڑی وقعت کے ساتھ صولتیہ کا تذکرہ کیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آج تک وہاں کے لوگ اور خود حکومت بھی اس کو وقعت وعزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے، اور علمائے عرب وعجم کے نزدیک بھی اس کی بڑی قدر واہمیت ہے، مصری علماء میں علامہ رشید رضا جیسے مصری نے اس ادارہ کو اور اس کی خدمات کو بہت سراہا ہے، اور اہل ہند کو اس سے جو دلچسپی رہی اس کو نمایاں طور پر ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد احمد عبدالقادر ملکاوی نے ''اظہار حق'' کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ۱۳۴۴ھ میں ملک عبدالعزیز آل سعود کی مدرسہ میں تشریف آوری ہوئی، انہوں نے مدرسہ کے نظام اور عمارتوں سب کا جائزہ لے کر ذمہ داروں کی بہت تعریف وتوصیف فرمائی۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن صالح عبداللہ (مدیر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعہ یرموک) تحریر فرماتے ہیں، ''حجاز کا سب سے قدیم غیر سرکاری ادارہ مدرسہ صولتیہ ہے، جس کو شیخ رحمت اللہ بن خلیل اللہ عثمانی نے قائم کیا تھا''۔

مولانا محمد علی مونگیری علیہ الرحمہ اپنے تاثرات میں فرماتے ہیں۔ ''مدرسہ کی خوش نصیبی اور مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم کی نیک نیتی کا ایک عمدہ ثمرہ یہ ہے کہ اس کے تمام مدرسین اور طلباء اس وقت کی آفتوں سے علیحدہ ہیں، ان کے خیال میں نہ افراط وتفریط ہے اور نہ جدال ونزال کا انہیں شوق اور نہ کسی مسلمان کی تفسیق وتضلیل کا انہیں خیال ہے، اس نازک اور پرفتن وقت میں اس بلا سے بچنا خدا کا بڑا فضل ہے جو اس مدرسہ پر ہے''۔

اس مدرسہ سے بالخصوص تجوید وقرأت کو بہت فروغ ہوا، اور برصغیر میں اس فن کے عموم ورواج میں اس کے فیض کا بہت بڑا دخل ہے

حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے بھی مدرسہ کی گرانقدر خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''ہم نے مدرسہ صولتیہ کے مختصر زمانہ قیام میں مدرسہ کو قریب سے دیکھا اور اس کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر کے اس ادارہ کی حیثیت

وخدمات سمجھی اس کے مطابق یہ ادارہ صرف ایک تعلیمی ادارہ کی حد تک محدود نہیں ہے، بلکہ ایک تعلیمی ودعوتی تحریک کی حیثیت سے کام کرتا رہا ہے، اوراس کی وجہ سے دور دور تک اس نے اپنے اثرات کو پہونچایا اوراب بھی وہ ایک حد تک دینی قیادت کا کام کررہا ہے کہ برصغیر کے حضرات اپنی دینی ضرورتوں کے مسائل وغیرہ سے واقفیت کے لئے اس ادارے کی طرف رجوع کرتے ہیں، خودادارے کواس کا بڑااہتمام ہے، مستقل دارالافتاء ہے، افتاء کا کام کرنے والے حضرات ہیں، اس کے حج ورمضان کے موقع سے مزید اہتمام کیا جاتا ہے کہ ہندوپاک سے آنے والے ممتاز علماء سے وقت لیا جاتا ہے، مختلف اوقات میں اورکئی کئی حضرات دفتر میں تشریف فرما ہوکراس کام کوانجام دیتے ہیں، بالخصوص بعد عصرتو مجمع ایک ہوتا ہے۔

حکومت نے قربانی کا ایک نظام بنا دیا ہے، جس کی وجہ سے بالخصوص حضرات حنفیہ ترتیب کے مسئلہ کی وجہ سے اس کا شکار ہوتے تھے، مدرسہ صولتیہ نے اس الجھن کو رفع کرنے میں یوں مدد کرتا ہے کہ اس کا ایسا نظام بنوادیتا ہے کہ لوگ ترتیب میں مطمئن ہوکر ارکان حج کوادا کریں اورساتھ ہی قربانی کرنے والوں کے لئے قربانی کے گوشت کی فراہمی بھی ہوتی ہے، بلکہ اس سے دوسرے بھی مستفید ہوتے ہیں۔

برصغیر کے عوام وخواص کے لئے مدرسہ صولتیہ ایک مرکز کی حیثیت رکھتا ہے، بالخصوص حج ورمضان کے موقع سے یہ بات زیادہ نمایاں ہوکر سامنے آتی ہے، اوروہ یوں کہ مدرسہ صولتیہ اپنی وسعت واستطاعت کے مطابق علماء وخدام دین کی میزبانی کی خدمات انجام دیتا ہے، چنانچہ ہندوپاک وبنگلہ دیش ونیپال کے بہت سے مشائخ واہل علم کا قیام مدرسہ صولتیہ کی مسجد اوراس کی عمارت کے مختلف حصوں میں رہتا ہے، قیام کرنے والوں میں ہندوپاک سے آئے ہوئے تبلیغی کارکن بھی ہوتے ہیں اوراہل مدارس واہل خانقاہ بھی۔

مدرسہ میں حسب موقع دینی مجالس بھی منعقد ہوتی ہیں، جن میں وعظ وتذکیر اور

خطابات سے لوگ مستفید ہونے کا موقع ملتا ہے۔

مدرسہ صولتیہ کے موجودہ روح رواں حضرت مولانا ماجد مسعود حشیم صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت بڑی ہی قابل قدر ہے کہ انکی سرکردگی میں ادارہ ان تمام کاموں کی بحسن وخوبی انجام دہی کرر ہا ہے، جو ابتداء عہد سے اس کا امتیاز وشعار چلا آرہا ہے۔

مولانا موصوف ہر آنے والے عام وخاص کا استقبال کرتے ہیں اور بڑی خوش دلی ونرم مزاجی سے ان سے گفتگو فرماتے ہوئے ان کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں، خواص کی میزبانی صرف قیام کی حد تک نہیں ہوتی بلکہ حسب موقع ان کے لئے طعام کی سہولیات کی بھی فکر کرتے ہیں، ان کے ساتھ ان کے دیگر برادران بھی موجود رہا کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ حق تعالی اس مرکز کو جملہ شرور وفتن سے محفوظ رکھے اور ترقیات سے نوازے ، اور ذمہ داران کو مزید لگن کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ادارۃ التوجیہ والارشاد:

مسجد حرام میں ادارۃ التوجیہ والارشاد ہے، جس کے ذریعہ دینی واصلاحی رہنمائی ہوتی ہے، یہیں شیخ عبدالرحمٰن السدیس کے چند کتابچے بھی ملے۔ اور شیخ سعود شریم کی ایک کتاب الناقل في زاد الخطبة والخطيب بھی ملی ہے، جو جمعہ اور عیدین کے خطبے دینے میں رہنمائی کا کام کرتی ہے۔ اس کے علاوہ مسجد حرام میں کئی فتوی سینٹرز ہیں، جن سے دینی مسائل میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے، مرد براہ راست مسائل پوچھتے ہیں، خواتین کے لئے دفتر کے باہر دو تین فون ریسیور رکھے ہیں، وہ باہر فون کے ذریعہ مسئلہ پوچھتی ہیں اور تشفی بخش جواب پاکر مطمئن ہوتی ہیں۔ صحن مسجد حرام جو باب الملک عبدالعزیز کے سامنے ہے وہاں بھی ایک رہنمائی دفتر قائم ہے، وہاں سے دینی کتابیں جو عمرہ اور حج ، نیز اذکار واوراد سے متعلق ہیں مفت میں تقسیم کی جاتی ہے، یہاں شیخ عبدالکریم (جو مکہ کے باشندے ہیں) سے ملاقات ہوئی، ماشاءاللہ بڑے بااخلاق عالم ہیں، ان سے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا۔

مولد النبی کی زیارت:

باب حنین مسجد حرام سے نکل کر آگے بڑھے تو مولد النبی کی زیارت کی، یہاں ایک مکتبہ قائم ہے جو مکتبہ مکۃ المکرّمہ کے نام سے جانا جاتا ہے، اس کے داہنے طرف ایک پہاڑ ہے جس کے بارے میں معلوم ہوا کہ رسول ﷺ نے اسی پر کھڑے ہو کر تمام قبائل عرب کو جمع کیا تھا، اور اجتماعی طور پر دعوت اسلام پیش کی تھی، اس موقعہ پر ابولہب نے کہا تھا کہ اے محمد! تمہارے لئے بربادی ہو، تم نے ہم کو اس لئے جمع کیا تھا، اللہ تعالی نے ابولہب کے لئے بربادی مقدر کی اور تبت یدا أبی لهب وتب پوری سورت نازل ہوئی۔

وہیں بیت الخلاء کی عمارت بھی ہے، معلوم ہوا کہ ابوجہل کا گھر یہیں تھا، حکومت سعودیہ نے اس شقی اور بدبخت کے گھر کی جگہ پر بیت الخلاء تعمیر کر کے اسے بول و براز کی جگہ بنا دیا ہے، گویا ہر انسان وہاں جا کر اس کی ناپاک حرکتوں کو یاد کر کے تھوکتا ہے۔

مولد النبی ہی سے متصل علاقہ کو شعب ابی طالب کہا جاتا ہے، جب دعوت اسلام کا آغاز ہوا تو ہر سمت سے آپ ﷺ پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے، اخیر میں سرداران قریش نے یہ چاہا کہ تمام مسلمانوں کا معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے، چنانچہ تین سال تک اذیت ناک سزاؤں کا یہ سلسلہ رہا، کچھ باغیرت لوگوں نے پہل کی تو یہ سلسلہ ختم ہوا۔

مدرس حرم شیخ حمزہ کے درس میں شرکت

۹ر فروری ۲۰۱۳ء کو مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں شیخ حمزہ استاد جامعہ ام القری کا درس حدیث ہو رہا تھا، وہ ہر سنیچر اور پیر کو باب الملک فہد کے سامنے درس دیتے ہیں، عون المعبود کو سامنے رکھ کر یہ درس جاری تھا، شیخ نصیر بن محمد حدیث شریف پڑھ رہے تھے اور شیخ حمزہ اس کی تشریح فرما رہے تھے، باب فی صلاۃ الکسوف کی دو حدیثوں پر بڑی جامع گفتگو ہوئی، شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق سورج اور چاند اپنے اپنے دائرے میں چل رہے ہیں، اگر سورج اپنے دائرے سے تھوڑا نیچے ہو جائے تو حرارت اور تپش اذیت ناک

ثابت ہوگی اور اگر اوپر ہو جائے تو ٹھنڈک اور برودت سے انسان تڑپ جائے، اللہ تعالی نے بہت ہی دقیق اندازہ سے ان کی تعیین کی ہے، لیکن کبھی کبھی کلی یا جزئی طور پر ان کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے، تو اللہ رب العزت اس کے ذریعہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں نشانیاں فی نفسہ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ اصل مؤثر اللہ تعالی کی ذات ہے، وہ چاہے تو پوری دنیا اندھیرے میں ڈوب جائے اگر وہ چاہے تو ہمہ وقت اجالا رہے۔

شیخ نے فرمایا کہ ان مواقع پر سنت رسول اللہ ﷺ یہ ہے کہ انسان رجوع الی اللہ کا طریقہ اختیار کرے نہ کہ اس کی طرف دیکھ کر تفریح و مزاح کی فضا قائم کرے، رسول اللہ ﷺ ایسے موقع پر مسجد کی طرف جا کر عبادت میں مشغول ہوتے اور نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

حرم کے دیگر مدرسین

ان کے علاوہ شیخ عبدالرحمٰن العیلان (جامعہ ام القری) شیخ عجلان، شیخ وصی اللہ عباس، شیخ فتح محمد مکی کے دروس مسجد حرام میں بعد نماز مغرب ہوتے ہیں۔

حرم میں ایک باحمیت نوجوان سے ملاقات:

۹ر فروری کو عشاء کی نماز کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ سے خاندانی اور نسبی تعلق رکھنے والے ایک عالم شیخ عبدالرحمٰن بن حمود زہرانی سے ملاقات ہوئی، وہ مکہ کے ایک مدرسہ میں سائنس کے استاذ ہیں، متشرع اور بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں، دینی حمیت کا حصہ وافر پایا ہے۔ ان کے بھائی شیخ عبدالقادر سے بھی ملاقات ہوئی، انہوں نے مستشفی الملك سعود للحرس الوطني جو شارع جدہ پر واقع ہے دکھایا، اپنی گاڑی سے لے گئے، اور اخیر میں عربی ضیافت کا حق ادا کر دیا۔

ائمہ حرم کے اسماء:

انہوں نے ائمہ حرم کی تعداد اور ان کے ناموں کی وضاحت کی۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

عزت مآب الشیخ ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اسامہ بن عبداللہ خیاط حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ صالح بن محمد آل طالب حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عوّاد الجہنی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ماہر بن محمد المعقیلی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خالد بن علی الغامدی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر فیصل بن جمیل غزاوی حفظہ اللہ

شیخ عبدالرحمٰن سدیس سے ملاقات:

الریاسۃ العامۃ لشئون الحرمین کے آفس میں ہم گئے، مقصد یہ تھا کہ شیخ سدیس سے ملاقات ہوگی، الحمد للہ اس میں کامیابی ہوئی، ظہر کی نماز وہیں پڑھی، نماز کے بعد شیخ سدیس سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ندوہ کا نام سنتے ہی ندوہ کے اکابر کا تذکرہ کیا، قہوہ اور کھجور سے ضیافت کی، دیر تک باتیں ہوتی رہیں، اخیر میں ہم کو اور بھائی سہیل اختر صاحب کو تلاوت قرآن کی سی ڈی اور ایک مصحف نیز اپنے خطبات حرم بھی عنایت کئے، دعاؤں سے نوازا، شیخ سدیس کے اخلاق ایسے ہیں کہ ہر ملنے والا ان سے مل کر قربت محسوس کرتا ہے، مہمانوں کا ہجوم وفود کی شکل میں تھا، لیکن ہر ایک سے پوری خندہ پیشانی سے ملنا شیخ کی نمایاں خوبی ہے، ہم میں سے ہر ایک سے معانقہ بھی کیا، اس طرح ہم شاداں وفرحاں صدر ائمہ حرمین شیخ عبدالرحمٰن سدیس سے ملاقات کر کے واپس ہوئے، احقر نے دعائیہ کلمات تحریر کرنے کی درخواست کی تو مندرجہ ذیل سطریں قلمبند کئے۔

دعائیہ کلمات:

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله وصلى الله وسلم علىٰ رسول الله۔ أمابعد:

فأشكر لاخي الكريم محمد فرمان الندوي زيارته فى المكتب ، وأدعو له ولندوة العلماء بالتوفيق والسداد ونوصيه وأنفسنا بتقوىٰ الله عزوجل ، والله يرعاكم

الداعي لكم

عبدالرحمٰن السديس

١٤٣٤/٤/٨

شیخ خالد بن علی غامدی کی محبت:

شیخ خالد غامدی حرم کے ائمہ میں ہیں، مئی ۲۰۱۲ء میں ندوہ تشریف لائے تھے، اس موقع پر انہوں نے جو محاضرات دیئے تھے، ان کو راقم آثم نے ''صور مشرقۃ للاسلام'' کے نام سے حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء مدظلہ العالی کے حکم سے مرتب کیا، اور الحمدللہ وہ مجموعہ شائع بھی ہوا، اس مجموعہ کے کچھ نسخے ساتھ میں تھے، ادارۃ التوجیہ کی آفس میں دکتور صدیق استاذ جامعہ ام القریٰ سے ملاقات ہوئی، میں نے عرض کیا کہ شیخ غامدی سے ملاقات کا ارادہ ہے، انہوں نے کہا کہ شیخ غامدی جامعہ ام القریٰ میں ہمارے رفیق درس رہ چکے ہیں، مجھے خوشی ہوئی کہ انشاء اللہ شیخ صدیق کے واسطے سے شیخ غامدی سے ملاقات ہوجائے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا، عشاء کی نماز پڑھ کر قصر الملک عبداللہ کے سامنے کھڑے ہوئے، شیخ صدیق نے ملاقات کرائی، سیکورٹی کو شیخ نے تاکید کی کہ ان کو اپنے ساتھ لے کر چلیں، چنانچہ قصر الملک عبداللہ میں شیخ سے ملاقات رہی، ندوہ کے احوال کا تبادلہ ہوا، حضرات اکابر ندوہ کی خیریت دریافت کی، احقر کے ساتھ محبت وتعلق کا معاملہ فرمایا، تھوڑی دیر ساتھ میں گزار کر وہاں سے واپس آنا ہو، اس طرح دوران قیام مکہ دوبار ملاقات کا شرف حاصل ہوا، بھائی سہیل بھی اس سعادت سے

مشرف ہوئے۔

شیخ صالح مغامسی کا محاضرہ

عوالی کے علاقہ میں شیخ صالح بن عواد مغامسی (امام وخطیب مسجد قبا مدینہ منورہ) کا محاضرہ ہوا، بعد نماز مغرب یہ محاضرہ ہوا، مجمع امام الدعوۃ کی مسجد میں اس کا انتظام تھا، عربوں کی بڑی تعداداس میں شریک تھی، ایک ساتھی نے بتایا کہ عوالی کے اس علاقہ میں ائمہ حرم کے مکانات ہیں، یہیں وہ قیام کرتے ہیں، محاضرہ کا عنوان تھا "بالمؤمنین رؤوف رحیم" شیخ نے سورۂ توبہ کی آخری آیات کی روشنی میں بڑی جامع اور ولولہ انگیز تقریر کی، اور بتایا کہ "لقدجاء کم رسول من أنفسکم" میں أنفسکم سے جمہور علماء نے تو من البشر مرادلیا ہے۔لیکن بعض علماء نے من العرب مرادلیا ہے، لیکن بشر کی تفسیر زیادہ قرینہ قیاس ہے۔شیخ کا یہ محاضرہ رابطہ عالم اسلامی کے جریدے العالم الاسلامی کے شمارہ ۲۲۴۹، ۱۳/ جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ ۲۵/ مارچ ۲۰۱۳ء میں شائع ہوا ہے۔

بعض تاریخی مقامات کی زیارت

شارع الہجرۃ اور طریق ابراہیم الخلیل:

ہمارا قیام مسفلہ کے ایک ہوٹل انوار صدیق میں تھا، مسفلہ مکہ کا نشیبی علاقہ کہلاتا ہے، ہوٹل کے سامنے جو سڑک تھی وہ وہی سڑک ہے جس سے رسول اکرمؐ نے ہجرت فرمائی تھی، اس کو شارع الہجرۃ (ہجرت کا راستہ) کہا جاتا ہے، اسی راستے کی دوسری طرف طریق ابراہیم الخلیل (ابراہیم خلیل روڈ) ہے، جہاں سے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دونوں افراد خاندان اہلیہ اور اسماعیل کو فلسطین سے لاکر وادی غیر ذی زرع (غیر آباد وادی مکہ) میں چھوڑا تھا۔

السندس لخدمات التوصیل مکہ مکرمہ کے ڈائریکٹر برادرم محمد عرفان احمد نے مکہ مکرمہ کے خاص خاص مقامات کی زیارت کرائی، اور مشہور باتیں بیان کی، اگرچہ بعض باتوں کے سلسلہ میں دماغ مطمئن نہیں ہوا، لیکن بر سبیل تذکرہ ان کو سن لیا گیا۔

انہوں نے بتایا کہ جبل بوقبیس سے سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کے آباد کرنے کی آواز بلند کی، صفا سے مروہ کی طرف آنے میں جو دروازہ پڑتا ہے وہ باب ارقم ہے، دار ارقم پہلا اسلامی گھر تھا، جہاں نئے اسلام لانے والے آتے تھے۔

اس کے بعد منی راستے میں کئی مسجدوں کی زیارت کی، جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

مسجد شجرہ

یہاں کھجور کا درخت تھا، جس نے رسول اکرمؐ کی نبوت کی گواہی دی تھی۔

مسجد دائرہ

یہاں پر حضرت عبداللہ ابن مسعود کو دائرہ میں چھوڑا تھا، جنوں کے شر سے بچنے کیلئے۔

مسجد جن

جہاں رسول اللہؐ نے جنوں کو دعوت اسلام دی تھی۔

جنت المعلاۃ

یہ مکہ کا قبرستان ہے، یہاں حضور اکرمؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ کی قبر ہے، جنت البقیع (مدینہ منورہ) اور جنت المعلاۃ (مکہ مکرمہ) یہ دونوں مشہور قبرستان ہیں۔

مسجد اجابۃ

فتح مکہ کے موقع پر رسولؐ نے اپنا خیمہ لگایا تھا، یہ حرم شریف سے تین کلومیٹر کی دوری پر ہے۔

غار حراء

یہ مکہ سے تقریباً پانچ کلومیٹر فاصلہ پر ہے، یہیں پہلی وحی نازل ہوئی۔ یہ بطحاء قریش میں ہے، نبوت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن کا کھانا لیکر یہاں آجاتے اور عبادت وریاضت میں گذارتے۔

منیٰ

وہ جگہ ہے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج میں تشریف لے گئے، یہ مذبح بھی ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کو قربان کیا تھا۔ یہیں چھوٹے، متوسط اور بڑے شیطان کو کنکری ماری جاتی ہے، مسجد بیعۃ عقبہ اولیٰ وثانیہ منیٰ میں ہے۔

منیٰ کے بعد وادی محسر ہے جہاں ابرہہ کا لشکر تباہ ہوا تھا۔ یہاں سے تیز گزرنے کا حکم ہے۔

یہیں پہاڑوں سے متصل نہر زبیدہ کے آثار باقی ہیں۔ خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ نے عراق سے پانی لانے کے لئے اس نہر کو تعمیر کروایا تھا، آج کل یہ سوکھا پڑا ہے۔

مزدلفہ

منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک وادی ہے، یہاں ایک مسجد ہے، جہاں حجاج مغرب

اورعشاء کی نماز پڑھتے ہیں، تین مسجدیں عرفات، منیٰ، مزدلفہ کی سال میں صرف ایک مرتبہ اذان اور نماز ہوتی ہے۔

عرفات

عرفات وہ میدان ہے، جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیا تھا، اس میدان سے متصل جو پہاڑ ہے جبل رحمت کہا جاتا ہے۔

غارثور

یہ ایک غار ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت تین دن قیام فرمایا تھا، اورآگے کیلئے روانہ ہوئے تھے۔

رابطہ عالم اسلامی

مورخہ ۱۳رفروری کو رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ گئے، وہاں ڈاکٹر ابراراحمد اصلاحی سے ملاقات ہوئی، یہ مولانا سعید الرحمٰن فیضی ندوی بن مولانا محبوب الرحمٰن ازہری (مقیم کناڈا) کے مخلص دوستوں میں ہیں، فیضی صاحب کے ذریعہ اصلاحی صاحب سے تعارف ہوا، ماشاءاللہ ان کے ذریعہ رابطہ کے متنوع شعبوں کے بارے میں واقفیت ہوئی، رابطہ ۱۹۶۰ء میں قائم ہوا۔ عالم اسلام کے بنیادی مسائل پر خاص طور سے توجہ اس کا مرکزی موضوع ہے، اس کے کئی جریدے نکلتے ہیں جو عربی اور انگریزی میں ہے۔ ندوۃ العلماء کے سابق معتمد تعلیم مولانا عبداللہ عباس صاحبؒ اس کے انگریزی ترجمان کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ کچھ عرصہ تک ڈاکٹر ابراراحمد اصلاحی صاحب اس کے ایڈیٹر رہے۔ رابطہ کی انگریزی مطبوعات آپ کی تصحیح کے بعد ہی زیور طبع سے آراستہ ہوتی ہیں۔

معہد اعداد الائمۃ والدعاۃ

رابطہ کا ایک معہد ہے، جس کو معہد اعداد الائمۃ والدعاۃ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ ۱۴۰۰ھ میں قائم ہوا۔ اس وقت اس کا ۳۴واں بیچ فارغ ہو رہا تھا، اس میں ۷۵ طلباء چالیس

ملکوں کے ہیں، متنوع موضوعات پر محاضرات اور عملی تطبیق خاص اہمیت کے حامل ہے، رابطہ کے اسی معہد میں اس سال دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نوجوان استاد مولانا طٰہٰ اطہر ندوی بغرض استفادہ موجود تھے، معہد میں ان سے ملاقات ہوئی اور ندوہ کے احوال وکوائف مشائخ واکابر سے متعلق گفتگو رہی، اسی معہد میں نیپال کے ایک نوجوان فاضل برادرم سراج احمد سے ملاقات ہوئی، وہ اسلامی سنگھ نیپال کے مندوب کی حیثیت سے وہاں موجود تھے، ان سے مفید معلومات حاصل ہوئیں، اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جامعہ اُم القریٰ :

جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کی بڑی یونیورسٹی ہے، آج سے ۶۰ ؍سال پہلے جب یہ ادارہ قائم ہوا تو صرف کلیۃ الشریعۃ کا شعبہ تھا، ۱۴۰۰ھ میں جامعہ کی شکل اختیار کرگیا۔ اس جامعہ میں عموماً سعودی طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ائمہ حرم اسی جامعہ میں تدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ شیخ سدیس، شیخ شریم، شیخ خالد غامدی وغیرہ اس کے اہم شعبوں کے ذمہ دار ہیں۔ غیر ملکی طلباء کا داخلہ معهد اللغة لغير الناطقين بها میں ہوتا ہے۔ دوسال کے بعد کلیہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ متعدد ندوی فضلاء بھی اس سے فارغ ہو چکے ہیں، ایک دن جامعہ کو دیکھنے کے لئے گئے، یہاں نیپال کے ایک طالب علم عطاء اللہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے جامعہ کے مختلف شعبوں کی زیارت کرائی۔

غلاف کعبہ کی تاریخی حیثیت

دنیا میں روشنی کا مینار خانہ کعبہ ہے، وہ بیحد نایاب تحفہ اور واجب التعظیم چیز ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کے بقاودوام کا ضامن اور اس کی صالحیت کا رمز ہے، اس کے احترام وتقدس میں اس کا طواف کرنا، وہاں حقوق عبدیت بجالانا اور جبین نیاز کو خم کرنا ہے، یہ حقیقت ہے کہ جو چیز جتنی محترم ہوتی ہے اس کی حفاظت بھی اسی قدر مطلوب ہوتی ہے چنانچہ خانہ کعبہ کا غلاف اسی جذبہ کا مظہر ہے۔

غلاف کعبہ کی تاریخ صدیوں پرانی ہے، بعض تاریخی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ نے یہ سلسلہ جاری کیا، لیکن متفق علیہ بات یہ ہے کہ حمیر کے بادشاہ تبع ابوکرب اسعد نے ہجرت سے دوصدی قبل کعبہ کی غلاف پوشی کی تھی، پھراس کے اخلاف نے اس عمل کو جاری رکھا، قریش مکہ کے متعدد قبیلوں نے روزاول ہی سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، وہ عاشوراء کو غلاف کعبہ بدلتے اوراس دن کو ایک یادگارتصور کرتے، نیز اسی کے شکرانہ میں روزہ بھی رکھتے، آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد بھی یہ رسم جاری رہی، فتح مکہ کے موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الیوم یوم المرحمة ،الیوم تکسی فیه الکعبة آج کا دن رحم وکرم والا ہے، آج کعبہ کی غلاف پوشی ہوگی، علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کعبہ کی تعظیم کے لئے جو آداب وشرائط ہیں وہ عام مسجدوں کے لئے نہیں، اسی وجہ سے اس کو ریشمی کپڑوں سے ڈھانکے جانے پر علماء کا اجماع ہے۔

مصنع کسوۃ الکعبہ:

خلفاء راشدین نے اپنے دور خلافت میں مصر کے شہر ''فیوم'' کے بنے ہوئے کپڑوں کے ذریعہ کعبہ کی غلاف پوشی کی، اموی اور عباسی دور میں بھی یہ روش جاری رہی، فاطمی عہد میں وہیں کا غلاف زینت کعبہ ہوتا، مصر جب خلافت عثمانیہ کے زیر اقتدار آیا تو غلاف کعبہ کا اندرونی حصہ قسطنطنیہ میں تیار ہوتا اور بیرونی حصہ مصر میں، محمد علی پاشا کے زمانہ میں تقریباً ۶ سال تک غلاف کعبہ مکرمہ بھیجے جانے کا سلسلہ موقوف رہا، ۱۹۲۷ء میں غلاف کعبہ تیار کرنے کے لئے سعودی عرب کے اندر ''اجیاد'' نامی کمپنی کی بنیاد پڑی جس کے اکثر کاریگر ہندنژاد افراد تھے، یہ کمپنی اس وقت بھی غلاف کعبہ کی میناکاری میں مصروف عمل ہے، اس کو مصنع کسوۃ الکعبۃ (غلاف تیار کرنے والی فیکٹری کے نام سے جانتے ہیں، اُم الجود کے علاقہ میں یہ کمپنی ہے، ہر سال ۹رذی الحجہ کو رفات کے دن فجر کے وقت نئے غلاف کو مسجد حرام پہونچایا جاتا ہے، اور کعبہ شریف پر ڈالا جاتا ہے۔

شیخ عبداللہ بن مقبل قرنی سے ملاقات:

بطحاء قریش میں ایک معروف عالم دین شیخ عبداللہ مقبل قرنی سے ملاقات ہوئی، وہ بڑے متواضع اور ذی استعداد عالم ہیں، جامعہ اُم القری میں تفسیر وعلوم قرآن کے استاذ ہیں، موضوع کی مناسبت سے ان سے ملنے کا شوق ہوا، ماشاء اللہ علم کی وسعت کے ساتھ اس کی گہرائی پر پوری نظر رکھتے تھے، عصر کے وقت گئے، مغرب کی نماز قریب کی مسجد میں پڑھی، تفسیر کے مختلف گوشوں پر استفادہ کیا، انہوں عربی ضیافت کے ذریعہ اکرام کا معاملہ کیا، عشائیہ کے بعد ہی اپنی گاڑی سے قیام گاہ تک چھوڑا، اس نشست میں ہم، بھائی شہزاد حسین اور بھائی اختر سہیل شیخ کی وضعداری اور تواضع وخاکساری سے متحیر رہے۔ فجزاه الله خير الجزاء، آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرحمٰن قرنی جامعہ اسلامیہ کے معهد اللغة العربية للناطقين بغيرها میں استاذ ہیں۔ بیماری اور شدید عارضہ کے باوجود چند دعائیہ کلمات عنایت کئے جو حسب ذیل ہیں:

الحمدلله وحده والصلاة والسلام على نبينا محمد وآله وصحبه ومن اتبع نهجه الى يوم الدين، وبعد:

فقد تشرفت فى يوم الجمعة الثانى عشر من ربيع الثانى لعام ١٤٣٤هـ بزيارة الاخوة الأكارم-من مشايخ ندوة العلماء بلكناؤ،الهند، فسعدت بذلك جزاهم الله خيرا، وأسأل الله لى ولهم العون والتوفيق والسداد.

كتبه

د/عبدالله بن مقبل القرني

أستاذ التفسير وعلوم القرآن

وعضو هيئة التدريس بجامعة ام القرى مكة المكرمة

شیخ علی بن عبداللہ الزبن کے تأثرات

شیخ علی بن عبداللہ الزبن (سابق رکن مجلس شوری سعودی حکومت) ایک صاحب

حیثیت شخصیت ہیں، غیبی طور پر اللہ تعالی نے ان سے ملاقات کرادی، تعارف ہوا، ندوہ اور اہل ندوہ کی خیریت دریافت کی، احقر نے شیخ غامدی حفظہ اللہ کے خطبات کا مجموعہ پیش کیا تو چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے:

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين وعلىٰ آله وصحبه وسلم أمابعد:

فانه الأخ محمد فرمان الندوي قد التقيت به فى مكة المكرمه أمام الكعبة المشرفة وأخبرنى عن عمله وجهوده العلمية والدعوية فى الهند. وأهدى اليكتاب "صورمشرفة للاسلام" للاخ د/خالدالغامدي ، وقد قام الأخ محمد فرمان بترتيب الأحاديث والعناية بها وجهده مشكور. أسأل الله أن يوفقه ونتواصى بتقوىٰ الله فى السر والعلن.

الداعى لكم

على بن عبدالله الزبن

١٠/٤/١٤٣٤هـ

شیخ سعود الشریم کا خطبہ :

مکہ کے دوران قیام دو جمعہ ملے، ایک جمعہ شیخ صالح بن حمید کی امامت میں ادا کیا، دوسرا جمعہ شیخ سعود الشریم کی اقتداء میں ادا کرنے کی توفیق ہوئی، عام دنوں میں حرم میں کوئی سیکورٹی نہیں ہوتی ہے، چند رضا کار (مطوع) پورے نظام کو سنبھالتے ہیں، لیکن جمعہ کے دن خاص طور الحرس الوطنی (ملٹری) کے افراد

تعینات کئے جاتے ہیں۔ان سے نظام چلانے میں سہولت ہوتی ہے، خواتین کے لئے برقع پوش رضا کار عورتیں ہوتی ہیں۔ جمعہ کے دن اگر اگلی صفوں میں نماز پڑھنی ہے تو قیام گاہ سے بہت پہلے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

شیخ شریم نے العمل التطوعی (رضا کارانہ کام) پر بڑا قیمتی خطبہ دیا، شیخ نے فرمایا: کامیاب معاشرہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے افراد متحد اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہوں، ان کے درمیان کوئی بھید بھاؤ نہ ہو، اگر معاشرہ میں یہ صفت نہیں پائی جائے گی تو معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا۔ معاشرہ کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے نفلی اور رفاہی کام بہت ضروری ہیں، اس کام میں اللہ رب العزت نے بے پناہ اجر بھی رکھا ہے، رضا کارانہ عمل وہ ہے جس میں صلہ کی تمنا اور ستائش کی پرواہ نہ ہو۔

شیخ نے فرمایا: رضا کارانہ عمل سابقہ شریعتوں میں بھی رہا ہے، اس کی بہترین حضرت خدیجہ کی وہ شہادت ہے جس میں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے روز وشب کے معمولات کا تذکرہ کیا، یہ معمولات قبل بعثت کے ہیں: اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، مفلسوں کی مدد کرتے ہیں، بوجھ والوں کے بوجھ کو اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور راہ حق کے ستم رسیدہ کی مدد کرتے ہیں۔ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ نیکی اور باہمی تعاون پر ابھارتا ہے، اور انسانوں کی ضروریات کا احساس کرتا ہے، یقیناً رضا کارانہ عمل اسلام کے ایک پائیدار اور مضبوط نظام سے عبارت ہے، اس میں انسان دست سوال دراز نہیں کرتا، بلکہ اس کی ضروریات کا احسان کر کے اس کی مدد کی جاتی ہے۔ آج کے ماحول میں اس کی شدید ضرورت ہے۔، کیونکہ نعمتیں فنا ہونے والی ہیں، آج کے ساتھ آخرت کا جڑا ہوا ہے، اس زندگی

کو موت سے دوچار ہونا ہے، اور موت کے بعد حساب وکتاب ہے۔ شیخ کا مکمل خطبہ العالم الاسلامی کے شمارہ ۲۲۴۵/۱۵/ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۵فروری ۲۰۱۳ء شائع ہو چکا ہے۔

اساتذہ دارالعلوم سے مکہ مکرمہ میں ملاقات:

اس جمعہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے موقر استاذ اور کلیۃ اللغۃ کے صدر جناب مولانا نذرالحفیظ ندوی ازہری بھی تھے، وہ دو دن قبل عمرہ پر آئے، مرزا عبدالحلیم صاحب اپنے پورے ۹۰/آدمیوں کے قافلے کے ساتھ جوھرۃ الخلیل مسفلہ میں مقیم تھے، استاذ محترم اور بھائی شہزاد صاحب اسی قافلہ کے ایک فرد تھے، مولانا محمد شاہد فیض آبادی (استاذ مدرسہ ضیاء العلوم، میدان پور رائے بریلی) سے بھی ملاقات ہوئی، حافظ ظفرالحسن صاحب مظاہری (استاذ شعبہ حفظ دارالعلوم ندوۃ العلماء) اپنی اہلیہ کے ساتھ عمرہ کے ارادے سے آئے، ان حضرات کو دیکھ کر اور ملاقات کر کے بے پناہ مسرت کا احساس ہوا، مکہ کے دوران قیام ان حضرات سے بارہا ملاقاتیں ہوئیں۔

مطاف کا دیدنی منظر:

حرم کے پورے منظر کو اونچی جگہ سے دیکھنے کے لئے مسجد حرام کی چھت پر بھائی طٰہٰ اطہر ندوی کے ساتھ ہم گئے، وہاں سے مطاف کا منظر مزید دلکش نظر آرہا تھا، وہیں مولانا یحیٰ نعمانی ندوی (صدر المعہد العالی للدراسات العالیۃ لکھنؤ) سے ملاقات ہوئی، وہ بھی عمرہ کے سفر پر آئے تھے۔

اللہ تعالیٰ باربار حاضری اور زیارت کا موقع نصیب فرمائے۔

مدینہ منورہ میں

مدینہ کے سفر میں درود شریف کی کثرت مطلوب بھی ہے اور قابل تعریف بھی، بحمد اللہ بس کے ذریعہ مدینہ کا سفر ہوا، طلوع فجر کے ساتھ مدینہ منورہ پہونچے، فجر کی نماز قیام گاہ سے قریب ایک مسجد میں ادا کی، اور پہلی نماز جمعہ شیخ صلاح البدیر کی امامت میں ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اہم زیارت گاہیں:

جمعہ کے بعد زیارت گاہوں کی طرف گئے، مدینہ منورہ میں کئی قابل زیارت مقامات ہیں، جن میں جبل احد، شہدائے احد، مسجد القبلتین، مسجد قبا، مسجد جمعہ وغیرہ ہیں۔ برادرم انعام الحسن ندوی کے ساتھ ان مقامات کی زیارت کی، برادرم انعام ندوی بستی کے رہنے والے ہیں، ینبوع میں ایک ملازمت سے وابستہ ہیں، اس عاجز سے ملنے کے لئے ینبوع سے آئے، سب سے پہلے جبل احد کو دیکھا، احد وہ پہاڑ ہے جو اللہ کے رسول سے محبت کرتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ کو اس سے محبت تھی۔ شہدائے احد کے لئے ایصال ثواب کیا، قریب ہی میں وہ ٹیلہ بھی تھا، جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں چند صحابہ کرام کو تعینات فرمایا تھا۔ ان کے قائد حضرت عبداللہ بن جبیرؓ تھے، اس کے بعد مسجد قبا گئے، مسجد قبا کے بارے میں آیا ہے کہ اس میں ایک نماز کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔

مسجد قبلتین وہ مسجد ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحویل قبلہ کا حکم ہوا تھا۔ اس کے بعد مسجد جمعہ کی زیارت کی، اس مسجد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ ادا فرمایا تھا۔ یہ بنو سالم کے علاقہ میں آباد ہے۔

شیخ صلاح البدیر کا خطبہ

جس دن ہم مدینہ منورہ پہنچے وہ جمعہ کا دن تھا۔اس لئے جمعہ کی نماز میں شیخ صلاح البدیر کا خطبہ سنا،آپ کا خطبہ جنت اوراس کی نعمتوں کے تذکرہ سے معمور تھا۔جنت کی ایسی تصویر کشی کی کہ جیسے خود جنت میں بیٹھے تمام نعمتوں کا مشاہدہ کررہے ہیں،اورذکر فرمارہے ہیں۔شیخ بدیر خودرورہے تھےاورلوگوں کورلارہے تھے۔بڑی پرکشش اورپرسوز آواز کے ذریعہ ایمان ویقین کی تخم ریزی کررہے تھے۔

ائمہ حرم مدنی

شیخ علی بن عبدالرحمٰن الحذیفی العامري

شیخ عبدالباري بن عواض

شیخ عبدالمحسن القاسم

شیخ حسین بن عبدالعزیز آل شیخ

شیخ صلاح البدیر

مدرسین حرم

حرم مدنی میں کئی مشائخ حرم کے دروس بڑے اہتمام سے ہوتے ہیں،جن میں شیخ ابوبکر جزائری، شیخ محسن عباد،شیخ صالح سحیمی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔شیخ سحیمی کے درس میں مغرب کے بعد حاضری ہوئی ، بخاری شریف کی کتاب التوحید کوپیش نظر رکھ کرشیخ درس دے رہے تھے،انہوں نے فرمایا: ابوجہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت سخت دشمن تھا،اللہ کی مخالفت میں بڑھاہوا تھا۔اوراسی پر قائم رہا،یہاں تک کہ غزوۂ بدر میں مارا گیا۔قریش نے رسول اکرم سلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئی تجویزیں رکھیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کورد کردیا،پھر انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگرتم سچے نبی ہوتو پہاڑ کو ہٹادو،نہریں جاری کردو،قصی بن کلاب کوزندہ کردو،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں ان چیزوں کے لئے نہیں بھیجا

گیا ہوں۔ انہوں نے کہا: اگر یہ نہیں کر سکتے تو یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ نازل کر دے، جو تمہاری تصدیق کرے یا تمہارے لئے باغات اور محلات ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس طرح کی چیزوں کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں، پھر انہوں نے کہا: اگر یہ نہیں کر سکتے تو اللہ سے کہو کہ آسمان سے کوئی ٹکڑا عذاب کے طور پر نازل کر دے۔ اور ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے، جب تک تم یہاں اللہ کو لا کر کھڑا نہیں کر دو گے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ سارے مضامین بڑی تفصیل سے ذکر کئے ہیں۔

شیخ ابوبکر جزائری کا درس بھی بڑا مفید اور معلومات افزا تھا، انہوں نے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں درس کا آغاز کیا، حضرت یونسؑ کے واقعہ کو ذکر کر کے اس سے مستنبط نتائج بیان کئے، شیخ پر چونکہ ضعف کا اثر ہے، اس لئے شیخ کے سامنے معتبر تفسیر پڑھی جاتی ہے۔ اور شیخ جابجا قیمتی تشریحات کے ذریعہ درس کو مزین فرماتے ہیں۔

روضہ رسول اکرم ﷺ پر حاضری:

مسجد نبوی میں حاضری کے بعد ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہو، اور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرے، الحمد للہ یہ سعادت حاصل ہوئی، روضہ اطہر کی طرف پورے ادب واحترام کے جذبات کے ساتھ بڑھے، حضور امی لقب ﷺ بارے میں علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اپنے سفر حج ۱۹۴۹ء کے موقع پر کیا خوب کہا ہے:

آدم کے لئے فخر، یہ عالی نسبی ہے
مکی، مدنی، ہاشمی ومطلبی ہے
بجھ جائے، ترے چھینٹوں سے اے ابر کرم آج
جو آگ میرے سینے میں مدت سے دبی ہے

ایک دوسری نعت میں کہتے ہیں:

عشق نبی دردِ معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمع ہدیٰ ہے
پڑھتا ہے درود آپ ہی، تجھ پر ترا خالق
تصویر پر خود اپنی مصور بھی فدا ہے
آمد تری اے ابر ِکرم رونق عام
تیرے ہی لئے گلشن ہستی یہ بنا ہے
بندہ کی محبت سے ہے آقا کی محبت
جو پیروِ احمد ہے وہی محبوبِ خدا ہے
لے جائے گا رہروکو، وہ منزل سے بہت دور
جو جادہ سفر کا ،ترے جادہ کے سوا ہے

آواز پست، نگاہیں جھکی ہوئیں، قدم لرزیدہ، اور گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے، سب سے پہلے السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا حبیب اللہ، السلام علیک یا خیر خلق اللہ، السلام علیک یا نبی اللہ کے کلمات دوہرائے ،روضہ کی جالیوں کونگاہ شوق سے دیکھا، بے ساختہ عہد مدنی کی یادتازہ ہوگئی، گویا مجلس رسول ﷺ میں بیٹھے ہیں، صحابہ کرام مجلس رسول ﷺ میں اس طرح بیٹھتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے، اس کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنھما کی قبریں ہیں۔ آگے بڑھ کران دونوں خلیفہ رسول پر بھی صلاۃ وسلام پیش کئے۔

تقاضہ تھا کہ یہاں دیر تک کھڑے رہتے، لیکن بھیڑ کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہوسکا، سلام پڑھتے ہوئے آگے بڑھ گئے، اور مسجد نبوی کے کونے میں بیٹھ کر تصورات کی دنیا میں کھو گئے۔

ریاض الجنۃ میں نماز پڑھنے کی سعادت:

قبر اطہر سے لیکر منبر رسول کے درمیان ”ریاض الجنۃ“ ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: "مابين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة" میرے گھر اور منبر مسجد کے درمیان جنت کے کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔اس میں نماز پڑھنے کا ثواب بہت زیادہ ہے، دن ورات کے کسی حصہ میں ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ یہ خالی رہے، دودن اسی انتظار میں گزر گئے، بالآخر مشورہ کے ذریعہ یہی طے ہوا کہ درمیانی رات میں اگر یہ کوشش ہوتو گنجائش نکل سکتی ہے۔ چنانچہ برادرم سید محمد ذاکر ندوی (حال مقیم قصیم) کے ساتھ ریاض الجنۃ کی طرف بڑھے، اس وقت بھی وہ بھرا ہوا تھا، لیکن انتظار کے بعد وہ گھڑی آ گئی جس میں دو رکعت نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

صفہ نبوی پر حاضری :

روضہ اطہر سے متصل صفہ نبوی بھی ہے جس سے بہت سی یادیں وابستہ ہیں، پہلا مدرسہ اسلام، پہلی بورڈنگ، پہلی درس گاہ یہی صفہ نبوی ہے، یہ بھی ہر وقت آدمیوں سے پر ہوتا ہے کہ اسی رات کچھ گنجائش ملی تو وہاں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر وتسبیح میں گزارنے کا موقع ملا، برادرم محمد ذاکر نے یاد دلایا کہ صحابہ کرام یہیں تعلیم حاصل کرتے تھے، کیوں نہ اس روایت کو زندہ کیا جائے، ذاکر دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مجھ سے مختارات اول پڑھ چکے تھے، اس لئے انہوں نے باصرار کہا کہ یہاں کچھ مذاکرہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ میں نے یہ سعادت سمجھی کہ صفہ نبوی پر بیٹھ کر رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے اس میں شرکت ہو جائے تو بہت خوشی کی بات ہوگی، چنانچہ مکمل سورۂ علق کی تلاوت کی اور اللہ رب العزت نے اس وقت جو معانی دل پر القاء کئے ان کو بیان کیا، ابتدائی پانچ آیات کی جو تشریح اپنے بزرگوں اور اساتذہ سے سنی، اس کو من وعن نقل کر دیا، انہیں باتوں میں ایک بات استاذ گرامی قدر حضرت مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ (۳۰ جنوری ۲۰۱۳ء) کی یاد آ گئی جو انہیں کی زبانی براہ راست سنی تھی، حضرت نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اقرا با سمك رب الذی خلق" میں یہ فرمایا ہے کہ معاشرہ کا ہر طبقہ علم حاصل کرے، عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ چھوٹے بچے پڑھیں، لیکن اس

میں مطالبہ ہے کہ چھوٹے بھی پڑھیں اور بڑے بھی، مرد بھی عورت بھی، بوڑھے بھی جوان بھی، معمر بھی اور نوعمر بھی وغیرہ، الحمدللہ زمزم پی کر یہ مجلس ختم ہوئی۔

جنۃ البقیع کی زیارت:

فجر کی نماز کے بعد جنۃ البقیع کی طرف گئے، یہ مدینہ کا معروف قبرستان ہے، اس میں بے شمار صحابہ اور صحابیات واز واج مطہرات مدفون ہیں، اس قبرستان کا گیٹ عصر اور فجر کے بعد کھلتا ہے، بحمد اللہ فجر کے بعد جا کر مزارات نفوس قدسیہ پر فاتحہ ودعاء پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ندوی طلباء کا اجتماع:

برادرم ذاکر نے مطعم الاطباق میں ایک پر تکلف دعوت کی، کئی ندوی فضلاء شریک رہے، بڑی اچھی مجلس رہی، ندوہ اور اہل ندوہ کا خوب تذکرہ رہا، جن ندوی فضلاء سے ملاقات ہوئی انہیں برادرم شیخ عبدالوہاب ندوی، کفیل احمد ندوی، محمد قاسم ندوی، محمد نظام الدین ندوی، کلیم اللہ ندوی، شاہنواز ندوی، سلیم ندوی، شمیم دہلوی ندوی، اجمل فاروق ندوی، عبدالماجد ندوی اور منت اللہ ندوی بن مولانا حیدر علی ندوی قابل ذکر ہیں، یہ سب جامعہ سلامیہ مدینہ منورہ میں زیر تعلیم ہیں۔

دوسرا اجتماع:

کانپور کے ایک ندوی فاضل برادر مکرم مولانا فیصل منظور صاحب سے ملاقات ہوئی، وہ ۱۹۹۵ء میں ندوہ سے فارغ ہوئے، مدینہ میں کئی سال سے مقیم ہیں، ایک سال ندوہ میں تدریسی خدمت انجام دی، ندوہ سے غایت درجے تعلق ہے، انہوں نے ایک پر تکلف دعوت کی، جس میں سارے ندوی طلباء کو جمع کیا، ماشاء اللہ مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا، انہوں نے استاذ محترم مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ کی انتقال پر ایک تعزیتی نشست بھی رکھی، جس میں چالیس ندوی فارغین نے شرکت کی، اور استاذ محترم کے تعلق سے اپنے جذبات کا اظہار کیا، اسی میٹنگ

کی تجویز کے مطابق بعض ندوی فضلاء نے مولانا کے ایصال ثواب کے لئے عمرہ اور طواف بھی کیا، اس تعزیتی نشست کی صدارت حضرت مولانا عبداللہ عباس صاحب کے بھتیجے جناب الحاج انجینئر طارق حسن عسکری صاحب نے کی، ان سے حرم مدنی میں مغرب کے بعد ملاقات ہوئی، اور ندوہ اہل ندوہ کا خوب تذکرہ رہا۔

شیخ عوامہ کی زیارت وملاقات:

مدینہ منورہ میں مشہور محدث شیخ محمد عوامہ سے ملاقات کرنے کا پروگرام تھا، ان کے صاحبزادے ڈاکٹر محی الدین عوامہ نے ایسی ترتیب بنائی کہ ملاقات آسانی سے ہوگئی، ندوہ کے مشائخ اور ان کے حالات دریافت کئے، احقر نے نصیحت کی درخواست کی، تو فرمایا "اعمل بما علمت" یعنی جو جانتے ہو اس پر عمل کرو، اور یہ دعا کثرت سے پڑھنے کی تلقین کی: "اللهم إني أسألك علما نافعا وعملا صالحا ورزقا واسعا وشفاء من كل داء" ان کے صاحبزادے شیخ محی الدین نے ہم کو اور ہمارے رفقاء کو دو کتابیں عنایت کی، ایک کتاب "المختار من فرائد النقول والاخبار" جو شیخ عوامہ کی تحریر کردہ ہے، اور دوسری "من صحاح الأحاديث القصار" جو شیخ محی الدین کی ترتیب وتخریج سے شائع ہوئی ہے، الحمد للہ ملاقات بہت اچھی رہی۔

اس سفر سے واپسی پر میں نے یہ آخر الذکر کتاب عالیہ رابعہ دعوہ کے ایک طالب علم محمد اویس کو دی، انہوں نے سلیقہ سے اس کو اردو میں منتقل کیا، اور مکارم نگر لکھنؤ کے الحاج نثار احمد صاحب نے مجموعہ احادیث کے نام سے شائع کیا۔

متحف دار المدینۃ کی زیارت:

اس کے بعد ہم "متحف دار المدینۃ" گئے، یہ شیخ عبد العزیز الکعکی کا قائم کیا ہوا ادارہ ہے جس میں مدینہ منورہ کی قدیم وجدید تاریخی تصاویر، تالیفات اور نایاب نمائش کے ذریعہ اس طرح پیش کی گئی ہے کہ سیرت کی تمام واقعات نگاہوں کے سامنے پھر جاتے ہیں، عہد سعودی کی بعض یادگار بھی اس میں ہے۔ یہ میوزیم مدینہ منورہ میں ہی ہے، اور ۲۰۰۶ء میں قائم ہوا

ہے۔زائرین یہاں آکر مدینہ کی قدیم تاریخ سے واقف ہوتے ہیں، برادرم اختر سہیل صاحب، شیخ محمد بن عثمان بن فاروق الجعلی اور منت اللہ ندوی کے ساتھ ہم نے میوزیم کے ایک ایک حصہ کا معائنہ کیا، اور تاریخی حقائق کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے واپس ہوئے۔

ایک سوڈانی نوجوان عالم سے ملاقات:

مدینہ کے زمانہ قیام میں طریق سید الشہداء پر مقیم ایک نوجوان عالم محمد بن فاروق الجعلی سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مکہ کے کلیہ دار الحدیث میں تعلیم حاصل کی، اصلا سوڈان کے رہنے والے ہیں، بڑے متواضع اور ملنسار ہیں، ان کے والدین کئی سالوں سے ریاض میں مقیم ہیں، انہوں نے اپنے اہل کے ساتھ مدینہ میں علم کی تحصیل کے ارادہ سے قیام کیا، اور مشائخ حرم کے دروس میں پابندی سے شریک ہوتے ہیں اور ان کے دوست احمد شملانی (مقیم ریاض) سے بارہا فون پر بات ہوئی۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی زیارت:

مدینہ منورہ کے زمانہ قیام میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ جانا ہوا، برادرم منت اللہ ندوی بن مولانا حیدر علی ندوی (معتمد تعلیم دار العلوم نور الاسلام جلپا پور نیپال) کی رہبری میں جامعہ اسلامیہ کی مختلف شعبہ جات کی زیارت کی، بھائی کفیل احمد ندوی کے کمرے میں رہے، مسجد ابن باز میں نماز ادا کی، مکتبہ عامہ کی بھی زیارت کی، شیخ عبد الوھاب نے بتایا کہ ہر کلیہ میں مکتبہ ہوتا ہے، اس لئے یہ مکتبہ نسبۃً چھوٹا ہے، متعدد مشائخ سے ملاقات ہوئی، جن میں شیخ حضیف بن سافر الساعدی (رئیس لجنۃ آسیا) اور شیخ محمد بن حمید القرشی وغیرہ قابل ذکر ہیں، شیخ خالد مرغوب نے شام کا وقت دیا، لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے محرومی رہی، ان دونوں حضرات نے ندوہ کی نسبت سے بڑا اکرام کیا۔ اور حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا بارہا تذکرہ کر کے اپنے جذبہ تشکر کو پیش کیا۔ دونوں نے اس موقع پر دعائیہ کلمات لکھے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

شیخ حضیف بن سافر الساعدی کے تاثرات

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وبعد: فقد زارنا

الشيخ محمد فرمان الندوي واطلعناعلى بعض جهوده نشكر الله له هذه الـجهـودالـخيـرـة ونسأل الله أن ينفعه وينفع به فى سبيل نشرالعقيدة الـصـحيـحة عـلـى مـراد الله ومرادرسوله،وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين۔

كتبه حضيض بن سافر الساعدي

رئيس لجنة آسيا

١٤٣٤/٤/٦هـ

محمد بن حمید القرشی کے تأثرات

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده أمابعد:

فـقـد سرنى لقاء الشيخ محمد فرمان الندوي فى زيارته للمدينة الـمنورة ، في ١٤٣٤/٤/٦هـ ، كما سرنى ماعرضه من جهودالمشائخ فـى بـلاد الهـنـد،فـي مـجـال الـدعـوـة الى الله على منهج أهل السنة والـجـمـاعة، وحيـث كـان، ولا زال العلم رحما بين أهله، ونرجو أن يـجـعـلـنـا الله من خدام هذاالدين العظيم والداعين إليه و السالكين طريق الراسخين فى العلم۔

فـانى أوصى ونفسى وإخوتى الدعاة من رفقاء الشيخ بالتقوىٰ والاخلاص والصبرعلى طريق الدعوة بالحكمة والموعظة الحسنة ، وأسأل الله تعالىٰ القبول والتوفيق والسداد فى الدنيا والآخرة ۔ انه سميع مجيب۔

وكتبه د/محمد بن حميد القرشي

١٤٣٤/٤/٦هـ وكيل عمادة القبول والتسجيل بالجامعة

صالح بن عبداللہ حمدالعصیمی کے تأثرات

شیخ صالح ریاض کے رہنے والے ہیں، مسجد نبوی میں درس کے لئے وقتاً فوقتاً تشریف لاتے ہیں، انہوں نے گرانقدر کلمات تحریر فرمائے جو سند کا درجہ رکھتے ہیں، وہی کلمات پیش خدمت ہیں:

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، وبعد:

فان الشيخ محمد فرمان الندوي أحد المدرسين في دار العلوم لندوة العلماء بلكنو، وله جهود مشكورة، ومساع مبرورة في خدمة المسلمين والدعوة الى الله ، ودعم مواقف المملكة العربية السعودية في أمور عدة۔

وكانت له رغبة في أداء العمرة ، وزيارة المسجد النبوي، وقد تحققت ، وهو يؤمل فى الله أن يعينه علىٰ مقصوده، ويحقق له أمنية زيارة بلادنا المباركة مرات۔

فلما له من يد في الخير، وقدم في الصديق،كتبت أن تتكرر له الرحلة الى الحرمين، وأن تذلل له العقبات التي تحول دون بلوغه مأموله، وله من الله الأجر، ومن خلقه مزيد الشكر۔

وفقه الله لرضاه ، وجعله ممن تولاه ورعاه۔

كتبه أخوكم الداعي لكم

صالح بن عبدالله حمد العصيمي

مدير البحوث والدراسات وكبير المرشدين بالشؤون الدينية في الادارة العامة للخدمات الطيبة بالقوات المسلحة۔

الرياض ، المملكة العربية السعودية۔

مکہ واپسی:

ملاقاتوں سے فارغ ہوکر ہم نے مکہ واپسی کی تیاری شروع کردی، مدینہ میں پانچ دن قیام رہا، مدینہ سے نکلتے وقت ذوالحلیفہ پہونچ کر احرام باندھا، اور عمرہ کی نیت کی، اس طرح ایک عمرہ اس راستہ سے بھی ہوا۔

شیخ ماجد بن عبدالغنی بکری سے ملاقات:

مکہ مکرمہ میں چاردن گذار کر جدہ آگئے، جدہ میں شیخ ماجد سے ملاقات ہوئی، شیخ ماجد جدہ کی ایک مسجد میں امام وخطیب ہیں، شیخ ابن باز کی خدمت وتربیت میں ایک عرصہ گذارا ہے، جدہ کے ایک مدرسہ کے مدیر بھی ہیں، مغرب کی نماز ان کی اقتدا میں ادا کی، اصلاحی اور دعوتی موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا، یہ لکھنؤ کئی بار آچکے ہیں، لکھنؤ آمد کا بھی ارادہ ظاہر کیا، اور ندوہ اہل ندوہ کی تعریف میں رطب اللسان رہے۔ اللہ جزائے خیر سے نوازے۔

جامعۃ الملک عبدالعزیز جدہ کی زیارت:

جناب انجینئر مصلح الدین صاحب جدہ میں عرصہ سے مقیم ہیں، جامعۃ الملک عبدالعزیز کے معہد اللغۃ الانجلیزی میں استاذ تھے، اب اپنی قیام گاہ (جدہ قدیم) پر رہ کر دعوتی واصلاحی پروگراموں میں مشغول رہتے ہیں، ان کے ساتھ جامعۃ الملک عبدالعزیز جانا ہوا، وہاں کئی مشائخ سے ملاقات ہوئی، جامعہ کے شیخ عاطف نصیف، اور شیخ عمر عبداللہ نصیف (مدیر معہد اللغۃ العربیۃ للناطقین بغیرھا) سے ملاقات ہوئی، ان کے والد کا ذکر خیر رہا، ماشاء اللہ بہت تکریم کی، متعدد موضوعات زیر بحث آئے، تھوڑی دیر بعد جامعۃ الملک عبدالعزیز کے شعبوں کی زیارت کرتے ہوئے واپس آگئے، جناب مصلح الدین صاحب نے حیدرآبادی کھانے سے اچھی ضیافت کی، اور محبتوں سے نوازا، یہ حضرت مولانا علی میاںؒ کے سچے معتقد ہیں، حضرت کے کئی رسالے اور کتابچے شائع کر کے تقسیم کر چکے ہیں، قصص النبیین کا انگریزی ترجمہ بھی خوبصورت انداز میں

ابھی حال ہی میں شائع کیا ہے۔

جدہ ساحل سمندر پر:

جدہ پہونچ کر باب مکہ پر اپنے سامان کے ساتھ اترے، وہاں بھائی حسان اپنی سواری سے قیام گاہ لے گئے، شام کو ساحل سمندر کی طرف گئے، دو قدیم ندوی برادرم حفظ الرحمٰن اور محمد اسامہ سے ملاقات ہوئی، یہ دونوں معہد القرآن دار العلوم ندوۃ العلماء میں رہ چکے ہیں، ان کے ساتھ تھوڑی دیر رہے، انہوں نے ہم لوگوں کے اکرام میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، بحر احمر کو قریب سے دیکھا، سمندر کی موجیں ساحل سے تیزی سے ٹکرا رہی تھیں، ایک پر ہول منظر تھا، بے ساختہ یاد آیا کہ سمندر بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔

اموسی ایر پورٹ پر:

۲۴ر فروری ۲۰۱۳ء کو واپسی کا ٹکٹ تھا، اس لئے تیار ہو کر رات کے تین بجے ایر پورٹ آگئے، کارروائی مکمل کرا کے جہاز پر سوار ہوئے، ماشاء اللہ سبک خرامی کے ساتھ جہاز اموسی ایر پورٹ لکھنؤ پہونچا۔ امیگریشن کی کارروائی سے فارغ ہو کر نکلے تو دیکھا کہ مخدوم گرامی جناب مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء ایر پورٹ پر تشریف فرما ہیں، راقم پانی پانی ہو گیا کہ حضرت والا نے اتنی زحمت فرمائی، اور ایک گھنٹے سے زیادہ ایر پورٹ پر منتظر رہے۔ فجزاه الله خير الجزاء عنا وعن جميع المسلمين ۔ اس طرح ۲۴ فروری کی شام کو مغرب سے کچھ پہلے مادر علمی دار العلوم ندوۃ العلماء پہنچ گئے۔

الحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله وأصحابه وبارك وسلم تسليما كثيرا ۔

رنگ حجاز آج بھی تیری نواؤں میں ہے

(مسافران حرم کے چند سفر ناموں کی ایک جھلک)

ارض مقدس کا تذکرہ مؤمن صادق کے دل کی دھڑکن اور اس کی روح کا طائر پرواز ہے، ماحول کی کثافتوں میں اس کے ذکر سے زندگی کو تازگی اور مرجھائی ہوئی کلیوں کو حیات نو عطا ہوتی ہے، بادنسیم کے عطر بیز جھونکے جب بھی چلتے ہیں تو ان کے اندر حرکت ونشاط پیدا ہوتی ہے، اسی وجہ سے اس دنیائے آب وگل کے ہزاروں شیدائیوں نے مخصوص لے میں بارگاہ ایزدی میں نیاز حاصل کرنے کیلئے ترانہ حمد وثنا گاتے ہوئے اس بادیہ حجاز کا قصد کیا، اور کعبہ مقدسہ کی زیارت سے اپنی روح کی تشنگی بجھائی۔

عرب وعجم کے صاحب عقیدت افراد، ادباء وشعراء اور نومسلم اشخاص کے سفرنامہ حج کی طول طویل داستانیں اسلامی احساسات وجذبات کا نمائندہ اور دینی شعور ووجدان کا شاہکار ہیں، مصر کے شفیق آفندی مصطفیٰ، شیخ محمد علی حسن، احمد حسن، حسین ہیکل، عائشہ بنت الشاطی، عبدالقادر مازنی، رجب بیومی، شیخ عباس محمود عقاد، علامہ رشید رضا مصری، ایرانی رہ نورد ناصر خسرو، ابن حوقل بغدادی اور اصطخر ی فارسی ، برصغیر کے علماء میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا ماہر القادری، جناب غلام رسول مہر، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری کی زیارت مکہ مکرمہ کی روداد مختلف ادوار کی ملی تاریخ کا عکاس ہیں، ان سفرناموں میں دو باتیں خاص اہمیت کی حامل ہیں: ایک یہ کہ ان میں انفعالات اور تاثرات کی فراوانی ہر فقرہ سے نمایاں ہے، دوسرے یہ کہ ان کے اسلوب وتحریر اور انداز نگارش کی سادگی نے ان کے مواد کو ہر ذوق کے قاری کے لئے دلکش اور موثر بنایا ہے۔

ذیل میں چند سفرنامہ نگاروں کے احساسات باطنی اور روضہ رسول ﷺ سے ان کی والہانہ شیفتگی کو الفاظ کے قالب میں نذر قارئین کیا جارہا ہے کیونکہ: ع

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

علامہ رشید رضا مصری، عالم اسلام کی ان عظیم ترین شخصیتوں میں ہیں، جن کے تجدیدی کارناموں، فکری کاوشوں اور اصلاحی کوششوں کے انمٹ نقوش پوری اسلامی سوسائٹی پر ثبت ہیں، آپ شام کے ایک گاؤں ''قلمون'' میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم حاصل کر کے شیخ جمال الدین افغانی کے مکتب فکر سے وابستہ ہوگئے، مصر میں متوطن ہوکر آپ نے ماہنامہ ''المنار'' کا اجراء کیا، جس کے ذریعہ سے ان کی نگارشات افادۂ خاص وعام ہوئیں ''تفسیر المنار'' ''الوحی المحمدی'' اور ''الامامۃ والخلافۃ'' آپ کی اہم ترین کتابیں ہیں، علامہ موصوف نے ۱۹۲۶ء میں حجاز کا سفر کیا، سفر حج سے قبل ''مناسک حج'' کے عنوان سے ایک رسالہ تیار کیا، والدۂ محترمہ اور کچھ رفقائے سفر کی ہمرکابی میں بذریعہ ٹرین آپ قاہرہ سے نہر سوئز پہونچے، اور الجیلۃ'' نامی دخانی کشتی سے سمندر کے راستہ جدہ روانہ ہوئے، علامہ موصوف کی عالمی شہرت اور علمی حیثیت کے پیش نظر سلطان شریف حسین کے وکیل شیخ محمد نصیف اور دیگر عمائدین ملک نے آپ کا پرتپاک انداز میں استقبال کیا، ۳۰/ذی قعدہ بروز جمعرات جب آپ جدہ پہنچے تو جمعہ کے دن خطبہ جمعہ میں امام مسجد نے عثمانی فرمانروا محمد ارشاد خامس کے لئے دعائیہ کلمات استعمال کئے، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شریف حسین نے اس وقت تک خلافت عثمانیہ سے دستبرداری نہیں اختیار کی تھی، اس دوران قیام آپ کی بہتیرے علماء، ادباء اور عازمین حج سے ملاقات ہوئی، جن میں شیخ عبدالفتاح الجمل اور مصری ادیب محمد توفیق علی قابل ذکر ہیں۔

علامہ رشید رضا مصری نے دیکھا کہ حجاز کے اسباب حمل ونقل میں اونٹ اور گدھوں کی سواریاں ہیں، اونٹ کی سواری میں دو مصری پونڈ اور گدھوں کی سواری میں سو عثمانی سکے صرف ہوتے ہیں، مکہ اور جدہ کی مسافت ۱۲/ گھنٹے ہیں، علامہ موصوف نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے

کہ مکہ کا دلربا منظر ہر طبقہ کے افراد کو اپنی طرف مقناطیس کی طرح کھینچتا ہے، ایام حج میں عرفات کی دعاء وابتہال دیدنی ہوتی ہے، آہ وزاری اور انابت الی اللہ کی کیفیت دلوں میں رقت پیدا کرتی ہے، حجاج کرام اپنی متنوع زبانوں میں اللہ کی بارگاہ سے آس لگائے ہوئے بے تابی کے ساتھ ملتجی ہوتے ہیں، انسان کی روحانیت عرفات کی شام کو درجہ کمال تک پہونچتی ہے جس پر شیطان شرمسار ہو کر روتا اور بلکتا ہے۔

پانچویں صدی کے ایک معروف خراسانی سیاح ناصر خسرو ہیں، ذی قعدہ ۳۹۴ھ کو ان کی ولادت ہوئی، ان کا خاندان جاہ وحشم والا تھا، بچپن ہی میں انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا اور عربی زبان میں مہارت پیدا کرلی، ایک عرصہ تک غزنوی حکومت سے وابستہ رہے، ۴۳۹ھ میں جب اس حکومت کا سقوط ہوا تو سلجوقی سلاطین کے ہو کر رہ گئے، ۴۸۱ھ میں شہر بدخشاں کی یمکان نامی وادی میں راہی آخرت ہوئے، انہوں نے ''سفر نامہ'' کے نام سے فارسی زبان میں اپنی روداد زندگی لکھی ہے، اور ۴۳۷ھ تا ۴۴۴ھ کے واقعات کا بالتفصیل تذکرہ کیا ہے۔

ناصر خسرو نے دو مرتبہ فاطمی حکومت کے قاصد کی رفاقت میں مکہ کا سفر کیا، ان کے سفر حج کا زمانہ وہ ہے جب مکہ کے اندر قحط سالی اس قدر سخت تھی کہ ۳۵ ہزار حجازیوں کو مصر کا سفر کرنا پڑا تھا، ملکی سطح پر بھی حج کرنا ممنوع تھا، لیکن قدیم روایت کے تحت غلاف کعبہ لے جانے والے وفد کے ساتھ آپ کا سفر حجاز مقدر تھا، چنانچہ انہوں نے حج کا سفر کیا اور پچیس روزہ قیام کے بعد مصر واپس آگئے، انہوں نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ ان کے سفر حج کا اصل محرک قرآن کریم کی یہ دونوں آیتیں ہیں: أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوب أقفالها" کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر مہر لگی ہیں، اور ''لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم مافي قلوبهم فأنزل السكينة علهيم وأثابهم فتحا قريبا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوا کہ جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، تو ان کے دلوں کی بات اللہ کو معلوم تھی، نتیجۃً ان پر اطمینان قلب کی دولت نازل فرمائی

اور جلد فتح سے نوازا، وہ کہتے ہیں کہ ان آیتوں کے پڑھنے سے میرے اندر یہ داعیہ پیدا ہوا کہ میں اس درخت کو دیکھوں جس کے سایہ میں اہل ایمان نے جان دینے کا عہد کیا تھا۔

یوسف ادریس مصر کے ایک ماہر کہنہ مشق ادیب ہیں، عہد طفولت ہی میں طبابت میں حذاقت پیدا کی، لیکن قصہ نگاری کا شغل رکھا، جس سے اس صلاحیت کو جلا ملی، آپ کی نثری کاوشوں کے بارہ مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں، جن میں ''ارخص لیالی'' اور ''الحرام'' وغیرہ قابل ذکر ہیں، وہ اپنے سفر حج کے بارے میں رقمطراز ہیں: ۱۹۷۰ء کی دہائیوں میں میرے ذہن ودماغ پر یہ فکر چھا گئی کہ میں بیت اللہ کی زیارت کروں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دلی ارمان کو پورا کرنے کی توفیق بخشی، وہ کیسا حسین منظر تھا جب مختلف ملکوں کے ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد زمزمۂ توحید بلند کرتے ہوئے فریضہ حج ادا کر رہے تھے، یوسف ادریس کو روضہ اقدس کی زیارت کے بعد گوہر مقصود مل گیا، وہ لکھتے ہیں کہ میں روضہ اقدس سے قریب ہوا تو احساس ہوا کہ اس اعلیٰ ترین ہستی کو اللہ تعالی نے قوموں کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا تھا، انہوں نے صرف رشتہ داروں اور قبیلے کے چند افراد کو اپنی دعوت کا موضوع نہیں بنایا، بلکہ پوری انسانیت کو اپنی توجہات کا مرکز بنا کر یکتا وتنہا معبود حقیقی کی غیبی نصرت اور فضل سے اس مہتم بالشان کام کو پائے تکمیل تک پہونچایا، اپنے مخاطبین کے مزاجوں کو صحیح رخ دیا اور ایسی قوم تشکیل دی جس نے روم وایران کی شہنشاہیت کے پرخچے اڑا دیئے، اور امن وسلامتی کا پیامبر بن کر پوری دنیا پر چھا گئی، یوسف ادریس کا یہ سفرنامہ محاسبہ نفس اور انقلاب حیات میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔

عباس محمود عقاد ایک صاحب طرز ادیب اور مصنف ہیں، انہوں نے اپنی زندگی میں صرف دو سفر کئے، ایک سوڈان کا، دوسرا اجاز کا، مؤخر الذکر سفر شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے گئے سرکاری وفد کی ہمرکابی میں ہوا، اس سفر میں انہوں نے غار حراء کی زیارت کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آہ سحر گاہی اور دعائے نیم شبی کو چشم تصور میں رکھ کر مقامات مقدسہ کو بغور دیکھا، ان کا بیان ہے کہ ہم غار حراء سے ایسے ہی گزر گئے جیسے کوئی عام باشندہ

گزرتا ہے، جب کہ اسی غار کے گوشہ گیر فرد کی آہوں نے پوری دنیا کی قسمت کا فیصلہ کیا تھا، عباس محمود عقاد کا یہ مشاہداتی تبصرہ ہے کہ کوئی پرندہ کعبہ کے اوپر سے پرواز نہیں کرتا، بلکہ وہ بھی اسی طرح طواف کرتا ہے جس طرح آدمیوں کا انبوہ کثیر طواف میں مشغول رہتا ہے۔

لوڈویکو ورتیما (Ludovio Veythema) یورپ کے رہنے والے ایک فرد ہیں، انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام یونس مصری رکھا ہے، سولہویں صدی عیسوی کے آغاز میں یورپ سے کعبہ کی زیارت کو آنے والے وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے فریضہ حج سے اپنے کو شادکام کیا، ورتیما نے ۱۵۰۳ء میں اپنے سفر کا آغاز کیا اور شام، ایران ہندوستان اور مشرقی افریقہ ہوتے ہوئے ۱۵۰۹ء میں حجاز مقدس پہونچے، ان کا بیان ہے کہ میں نے مکہ میں بیس روزہ قیام کے دوران جتنا بڑا مجمع دیکھا اتنا کہیں نہیں دیکھا تھا، ہر فرد بشر کی یہی آخری تمنا تھی کہ مالک و مولیٰ اس سے خوش ہو اور اپنی رضاء کیلئے قبول فرمائے، گویا بزبان حال یہ وظیفہ ورد زبان تھا کہ:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت، یہی آرزو ہے

بیت اللہ کے بارے میں ورتیما لکھتے ہیں کہ مکہ کے وسط میں بڑی خوبصورت مسجد ہے، اس کے نوے یا سو دروازے ہیں، کعبہ مشرقہ پر ریشمی منقش چادر کا غلاف ڈالا گیا ہے، اس کا دروازہ خالص چاندی کا ہے، دس یا بارہ قدم کے فاصلہ پر برج ہے جس میں آب زمزم دستیاب ہے، اس کا پانی نمکینی مائل ہے، اس کنویں کے پاس چھ یا سات آدمیوں کا گروپ ہے جو لوگوں کو پانی پلانے پر تعینات ہے، ورتیما نے حرم کی نمازوں، عرفات کی حاضری، قربانی کے ماحول اور کنکری مارنے کے منظر کا نقشہ ایسے الفاظ میں کھینچا ہے کہ ایمانی جذبہ کے حامل افراد کی طبیعت مچل جاتی ہے (نوٹ: ورتیما کے یہ مشاہدات بہت پرانے ہیں)۔

برصغیر کے جن علماء نے سفر حجاز کیا، ان میں بے شمار نام تاریخ کا جزو بن چکے ہیں، جن میں خاص طور سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی (جذب القلوب الی دیار المحبوب) شاہ

ولی اللہ محدث دہلوی (فیوض الحرمین) نواب صدیق حسن خاں قنوجی (رحلۃ الصدیق الی البیت العتیق) قاضی سلیمان منصور پوری (سبیل الرشاد) مولانا ماہر القادری (کاروان حجاز) مولانا عبدالماجد دریابادی (سفر حجاز) حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی (اپنے گھر سے بیت اللہ تک) خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

مولانا دریابادی اپنے سفرنامہ میں بیت اللہ کی حاضری کو حوصلوں کی آخری منتہی قرار دیتے ہیں:

''لوگ کہتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کہ حج کے سفر میں بڑی بڑی زحمتیں پیش آتی ہیں، لیکن ادائے فریضہ حج کا احساس تو الگ رہا، عرفات کی حاضری، مزدلفہ کی شب باشی، منیٰ کی قربانی، یہ ساری چیزیں الگ رہیں، محض کعبہ کا دیدار، سیاہ پتھر والے اور سیاہ غلاف والے بقعہ نور کا پرتو جمال بجائے خود نعمت ہے کہ اس کی قیمت میں اگر صدہا سفر اور ہر سفر کی صدہا زحمتیں اور صعوبتیں پیش کرنی پڑیں تو رب کعبہ کی قسم ہے کہ سودا پھر بھی ارزاں ہے، یہ جو کچھ آج عرض کررہا ہوں اپنے جیسے کور بصروں اور ٹھیٹھ دنیاداروں کی زبان سے کہہ رہا ہوں، باقی عارفوں اور بصیرت والوں کے نزدیک تو ہر بار اگر ایک سر بھی نذر کرنا پڑے تو جب بھی یہ سودا گراں نہ ہو:

متاع وصل جاناں بس گراں ست
گراین سودا بہ جان بودے چہ بودے

''وصل جاناں'' سے شاعر نے جو کچھ مراد لی ہو، ہم کوتاہ بینوں کے لئے در جاناں تک رسائی، اس گھر کی زیارت سب سے بڑی دولت اور اپنی ہمتوں اور حوصلوں کا آخری منتہی ہے'' (سفر حجاز: ۳۹۹)۔

یہ ہیں تاثرات چند مسافران مکہ کے، ان سے یہ احساس ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں حج کیلئے عازمین کو کیسی کیسی زحمتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور وہ کس قدر صبر وضبط کے ساتھ خوشنودی مولیٰ کے حصول کیلئے سرگرداں رہتے تھے۔

عشق نے آباد کر ڈالے ہیں دشت و کہسار

(سفر سے واپسی پر ایک تأثراتی تقریر)(۱)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين، محمد وعلى آله وصحبه أجمعين "قال الله تعالىٰ: "رب أوزعني أن أشكر نعمتك التي أنعمت علي وعلىٰ والدي وأن أعمل صالحا ترضاه وأدخلني برحمتك في عبادك الصالحين (نمل: ۱۹)۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل:

محترم ناظم مدرسہ، اساتذہ کرام اور عزیز طلباء!

بڑی خوشی و مسرت کا موقع ہے کہ میں آج آپ کے سامنے حرمین شریفین سے واپسی پر اپنے تاثرات کا اظہار کر رہا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے کہ اس نے اس ناچیز کو حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف کیا، ورنہ "کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل"

انسان جسم و روح کا مجموعہ:

محترم حضرات!

انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے، دونوں سے اس کے وجود کی تشکیل ہوئی ہے، دونوں کا امتزاج اس کے ظاہری و روحانی بقاء کا مظہر ہے، دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی غذا اور خوراک رکھی ہے، جسم کی غذا آگ، پانی، ہوا وغیرہ سے

(۱) یہ تقریر سفر سے واپسی پر مدرسہ نور العلوم ملحقہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے رابع ہال میں ۲۹ رفروری ۲۰۱۲ء کو ہوئی، اس کے ناظم مولانا مبارک حسین ندوی ہیں۔

پوری ہوتی ہے،جسم اسی وقت توانا رہتاہے،جب ظاہری اشیاء کا استعمال مناسب طریقہ پرہوتا ہے،اگرایک چیزفوت ہوجائے،توجسم کواس کی کمی کااحساس ہوگا،اور جسم کے اندر یہ نقص تصورکیا جائیگا،ہوسکتا ہو کہ یہ بڑی خرابی کا پیش خیمہ ہو،جس طرح جسم کی غذااور خوراک ہے۔

روح کی غذا:

اسی طرح روح کی بھی غذا ہے،اللہ رب العزت نے روح کی غذا کو چند چیزوں کے ساتھ خاص کرر کھا ہے، روح کی غذا کلمۂ لاالہ الا اللہ ‘‘ ہے،روح کی غذا تلاوت قرآن ہے،روح کی غذا کثرت ذکرالٰہی ہے،روح کی غذا استغفار کی کثرت ہے،روح کی غذا دعا اور مناجات ہے،اور سب سے بڑھ کر یہ کہ روح کا حقیقی مسکن اور ماویٰ اوراس کی تسلی کا سامان اللہ رب العزت کے قائم کردہ ان شعائر میں مضمر ہے جو حرمین شریفین کے علاقہ میں موجود ہیں،روح بے ساختہ ان ہی چیزوں کی طرف کھینچتی ہے،اوران کی زیارت سے سکون حاصل کرتی ہے۔ألا بذكر الله تطمئن القلوب"۔

پہلا خانہ خدا: بیت اللہ

میرے بزرگو!

خانۂ کعبہ کو دیکھ کر روح مچل جاتی ہے،اوراس پر سکینت نازل ہوتی ہے،اوراس کی وہ حقیقت جوملکوتیت سے عبارت ہے ظاہر و باہر ہوجاتی ہے،خانہ کعبہ وہ اللہ کا گھر ہے جس کو حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا،حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تعمیر نو کی، دنیا کے بتکدوں میں اللہ کا یہ پہلا گھر پوری دنیا کی روح کا مرکز اور قبلۂ ایمان ہے۔اس کی زیارت کیلئے مسلمان دور دراز علاقوں سے نعرۂ مستانہ لگاتے ہوئے چلے آتے ہیں۔

مکہ مکرمہ اوراس کے مقامات مقدسہ:

یہ گھر مکہ مکرمہ میں واقع ہے،مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں جب ہم بچپن میں سنتے تھے،تو یہ احساس ہوتا تھا کہ یہ دونوں قریب قریب کے دوگاؤں ہیں،لیکن جب شعور کی

عمر کو پہنچے تو اندازاہ ہوا کہ دونوں میں خاصا فاصلہ ہے، اوراب مشاہدہ نے اس علم کو علم الیقین بنادیا کہ دونوں کے درمیان تقریبا پانچ سوکلومیٹر کا فاصلہ ہے، مکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت ہے، قریش کا قبیلہ یہیں آباد تھا، دیگر قبائل کی بودوباش بھی یہیں تھیں، کتابوں میں ہم نے پڑھا تھا کہ صفا، مروہ دو پہاڑ ہیں، جن کے درمیان حضرت ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں دوڑ لگائی تھی، اللہ کے فضل سے دونوں پہاڑ کو بھی نگاہ شوق سے دیکھا، حطیم کو بھی دیکھا، مقام ابراہیم پر بھی احترام کی نگاہ ڈالی، رکن یمانی، رکن عراقی، رکن شامی اور رکن حجر اسود غرض پورے کعبہ کا طواف ایک بار نہیں دوبار نہیں بلکہ سات بار حسب صراحت نبوی کرنے کی توفیق ہوئی، خانہ کعبہ سے متصل جائے ولادت نبی پر جو مکتبہ قائم ہے، اس کی زیارت بھی کی، غرض منیٰ، مزدلفہ، عرفات، جبل نور، جبل ثور اور جبل رحمت، جبل بوقبیس، شعب ابی طالب وغیرہ وہ مقامات ہیں، جن کو دیکھ کر روح نے شادکامی کی، اور مطمئن ہوئی۔

خانہ کعبہ کے چاروں طرف وسیع وعریض مطاف جب طواف کرنے والوں سے بھرا ہوتا ہے، تو بے ساختہ زبان پر یہی الفاظ آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی دعا قبول کی کہ خانہ کعبہ کو طواف کرنے والوں، عمرہ کرنے والوں، اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں سے بھر دیا، انہوں نے کہا: وطهر بيتى للطائفين والقائمين والركع السجود (حج: ٢٦)۔

مدینۃ النبی کی زیارت

حضرات!

مدینہ منورہ وہ جگہ ہے جس کو قدیم زمانہ میں یثرب کہا جاتا تھا، یہیں رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام آرام فرما ہیں، اس علاقہ کو مدینۃ النبی کہا جاتا ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر، مدینہ منورہ کی زیارت کرنے والا عقیدہ وایمان کی حفاظت کے ساتھ زیارت کرتا ہے، مسجد نبوی وسیع وعریض آراضی پر پھیلی ہوئی ہے، جدید توسیع نے اس کی عمارتوں کو بڑا

خوبصورت اور دلکش بنا دیا ہے، مسجد نبوی کے حدود اسی طرح ہیں جس طرح حدود حرم ہیں، لیکن وہ تمام شرائط ملحوظ نہیں ہیں جو حدود حرم مکی کو حاصل ہے، حدیث شریف میں اس کو امن والا اور محترم شہر قرار دیا گیا ہے، مسلم شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک ابراہیم نے مکہ کو حرام قرار دیا، میں نے مدینہ کو اس کے دولابوں کے درمیان حرام قرار دیا، نہ اس کے درخت کاٹے جائیں گے اور نہ شکار کیا جائے گا۔ یہاں کی زیارت گاہوں میں شہدائے احد، مسجد قباء، مسجد قبلتین، مسجد جمعہ وغیرہ ہیں، یہاں پر پہنچ کر وہ حسرت پوری ہوئی جو کبھی اشعار کی شکل میں اس طرح نمایاں ہوتی تھی۔

دکھادے یاالٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پہ رات، دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

یہاں پر روضہ اقدس ہے جس پر حاضر کے لئے دن گنے جاتے تھے، انتظار کی گھڑیاں طویل ہوتی تھیں، لیکن تمناؤں کا سمندر موجیں مارتا ہوآگے بڑھتا تھا، الحمدللہ روضہ اقدس پر حاضری ہوئی اور یہ شعر یاد آیا:

مدینہ کا سفر ہے اور میں نمدیدہ نمدیدہ
جبیں افسردہ افسردہ، قدم لرزیدہ لرزیدہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ اقدس میں آرام فرما ہیں، انبیاء کے بارے میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک خاص حیات عطا فرماتا ہے، ان کے جسم صحیح سالم رہتے ہیں، زمین ان کو بالکل نہیں کھاتی۔

ذات رسول ﷺ کے ساتھ ایک بڑی گستاخی اور اس کی سزا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے آپ کے دور سے لیکر آج تک بدستور جاری ہیں، ایک مرتبہ سلطان نورالدین زنگی نے خواب دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ رہے ہیں کہ سلطان مجھ کو دشمنوں سے بچاؤ، سلطان نے ایک ہی رات میں مسلسل کئی بار یہ

خواب دیکھا، حیران تھا کہ آخر کیا ماجرا ہے؟ سلطان مصر میں مقیم تھے، چنانچہ انہوں نے فورا مدینہ کا سفر کیا، اور یہ طے ہوا کہ مدینہ کے تمام افراد کی دعوت کی جائے کوئی ایک انسان چھوٹنے نہ پائے، سلطان کے دعوت پر تمام لوگ جمع ہوئے اور کھانے سے فارغ ہوکر چلے گئے، سلطان نے پوچھا کہ کچھ لوگ باقی تو نہیں ہیں، لوگوں نے کہا کہ دو آدمی ہیں، جو صرف عبادت وریاضت میں مشغول رہتے ہیں، ان کو دنیا سے کوئی تعلق نہیں، سلطان نے حکم دیا کہ ان کو بھی بلایا جائے، چنانچہ حاضر کیا گیا، یہ وہی لوگ تھے جن کی تصویر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان کو خواب میں دکھائی تھی، اور کہا تھا کہ مجھے ان سے بچاؤ، واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں عیسائی تھے، دونوں جسد اطہر کو چرا کر لے جانے کیلئے مہینوں سے سرنگ کھود رہے تھے، اور سرنگ کھودتے کھودتے بالکل جسد اطہر کے قریب پہنچ گئے، قریب تھا کہ وہ جسد اطہر کو لے جاتے کہ یہ واقعہ پیش آیا، سلطان نے معاملہ کی تحقیق کر کے ان دونوں کی گردن اڑا دی، اور کہا کہ اہانت رسول کرنے والے کی یہی سزا ہے، اور دوسرا کام یہ کیا کہ جسد اطہر کے قریب کی آراضی کو گہرائی تک کھود کر ان میں سیسہ پلا دی، اس طرح جسد اطہر کو بیرونی دست برد سے محفوظ کر دیا گیا، جس طرح غار ثور میں دشمنوں سے آپ کی حفاظت ہوئی تھی اسی طرح سے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی حفاظت کا سلسلہ جاری ہے، قرآن کریم میں آیا: "إلا تنصروه فقد نصره الله اذ أخرجه الذين كفروا ثانى اثنين اذهما فى الغار، اذيقول لصاحبه لاتحزن، ان الله معنا"۔ (توبہ:۴۰)

حضرات!

مکہ مدینہ دونوں ایمان ویقین، محبت وعشق، اخلاص وللہیت، تقویٰ وطہارت، فدائیت وجانبازی کے دلکش نمونے ہیں، مکہ کے کعبہ مقدسہ کو دیکھ کر بے ساختہ حضرت ابراہیم کی زندگی کا نقشہ نگاہوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے، انہوں نے اپنی زندگی کو انمول موتیوں سے بھر دیا تھا، دو صفات ان کی زندگی کی بڑی اہم شمار کی جاسکتی ہیں۔

(۱) اخلاص:

یہ وہ صفت ہے جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام متصف تھے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیل اللہ بنایا، وہ غیر اللہ سے کٹ کر اللہ کے لئے یکسو ہو گئے تھے۔

(۲) فدائیت کا جذبہ:

یہ وہ صفت ہے جس کے ذریعہ ان کو زندۂ جاوید بنا دیا گیا، انہوں نے اللہ کے راہ میں گھر بار کو چھوڑا، آل واولاد کو چھوڑا، یہاں تک کہ اپنے بیٹے کو قربان گاہ پر جا کر لٹا دیا، ایسے موقع پر رحمت الٰہی کو جوش آیا اور یہ اعلان کیا گیا، کہ ابراہیم تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، ہم نیک وکار کو ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں۔

یہی وہ صفات ہیں جو مدینہ منورہ کے چپے چپے اور گوشے گوشے سے ہویدا ہیں، صحابہ کرام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو وہ اپنے ایمان میں مخلص تھے، انہوں نے اعلان کیا کہ اگر جان کی ضرورت ہو جان حاضر ہے، مال کی ضرورت ہو تو مال حاضر ہے، غرض پورے وجود اور پورے اثاثے کو انہوں نے راہ خدا میں صرف کرنے کا ارادہ کر لیا، اور اس کا عملی ثبوت بھی دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کہیں "السابقون الاولون" کہا اور کہیں "اعملوا ماشئتم قد غفرت لکم" اور سب کیلئے یہ لازوال اعلان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ مژدۂ جانفزا ثابت ہوا۔

بزرگو!

اگر ہم اپنے اندر یہ صفات پیدا کریں تو بعید نہیں کہ اللہ رب العزت ہم کو صحیح معنوں میں ہم کو اپنے دین کیلئے چن لے اور اپنا محبوب بنا لے۔

عزم راسخ ہے نشان راہ منزل کوہ کن
عشق نے آباد کر ڈالے ہیں دشت وکہسار

ان ہی باتوں پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں، اور دلی دعا ہے:

تمنا ہے کوئی اللہ والا پھر دعا کردے
کہ مجھ کو رب کعبہ دولت حج پھر عطا کردے
وہی تیاریاں ہوں پھر علائق سے جدا ہوکر
یہ بندہ پھر خدا کا ہو کے ترک ماسوا کردے

وآخردعواناان الحمد لله رب العالمین

(یہ پروگرام، مدرسہ نورالعلوم کے رابع ہال میں ہوا، نظامت مولوی عبدالحنان ندوی نے کی، استقبالیہ صدر جلسہ مولانا مبارک حسین ندوی نے پیش کیا، اس جلسہ میں مدرسہ کے تمام اساتذہ خصوصا مولانا طاہر حسین ندوی، مولانا محمد عثمان ندوی مظاہری، مولانا محمد اسلام الدین قاسمی، مولانا صدر عالم ثاقبی، مولانا عبدالرحمٰن ندوی، مولانا عبدالباسط ندوی، ماسٹر سنتوش، مولانا شبیر ندوی وغیرہ تھے۔)

ہر ماہ مجھ کو حج کا مہینہ دکھائی دے

الفت کا بے پناہ خزینہ دکھائی دے
آنکھوں میں تیرے مکہ مدینہ دکھائی دے

لاؤ تو چوم لوں کہ ذرا صبر تو ملے
قدموں میں تیرے خاک مدینہ دکھائی دے

کلیوں نے میرے کان میں چپکے سے یہ کہا
خوشبو میرے نبی کا پسینہ دکھائی دے

فرمان کب چلے گا میرے نام کا کہ اب
ہر ماہ مجھ کو حج کا مہینہ دکھائی دے

مدت ہوئی کہ چھو سا گیا تھا وہ خواب میں
پرنور اب تلک میرا سینہ دکھائی دے

دانش ملا ہے جب سے محمدؐ کا واسطہ
مجھ کو یہیں سے عرش کا زینہ دکھائی دے

(دانش اعظم)

درود وسلام

از: حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ

وہ رسالت مآبؐ اور شہِ دو جہاں   پاک نام آپ کا لے یہ گندی زباں
ہے مجال اس کی کیا اور جرأت کہاں   اک خیال آگیا اور آنسو رواں

سید وُلدِ آدم وہ خیرُ الانام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

آمنہ کا وہ پیارا وہ دُرِّ یتیم   بیکسوں کا سہارا وہ لُطفِ عمیم
سب کی آنکھوں کا تارا وہ ذاتِ کریم   جان و دل ماہ پارا وہ خُلق عظیم

جس کی ہر ہر ادا واجب الاحترام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

جس کی آمد سے بادِ نسیم آگئی   رحمتِ حق کی ہر سو گھٹا چھا گئی
چھاگئی اور پھر نور برسا گئی   غم کی ماری تھی دُنیا سکوں پاگئی

زندگی بھر پلایا محبت کا جام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

وہ دیارِ نبی رشکِ ارض و سما   پاک جس کی زمیں پاک جس کی فضا
جس کا شیریں ہے پانی معطر ہوا   خاک کو جس کی کہتے ہیں خاکِ شفا

شوق ہے اس کی جانب چلوں تیز گام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

وہ حجازی، تہامی، یتیم و غنی   وہ رؤف و بشیر و نذیر و نبی
وہ رسول و مذکر امیں ہاشمی   وہ ہے اُمّی لقب اَبطحی، متقی

جس کے محمود، احمد محمد ہیں نام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام